آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۰ | بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۱ء | نمبر ۶

چندہ سالانہ عوام سے عا طلبا سے عہ

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰- جون سنہ ۱۹۱۱ء کو صدر انجمن احمدیہ

رسالہ

اصولِ اسلام

یعنی وہ لیکچر جو جلسہ مذاہب الہ آباد میں
بڑی شان و شوکت سے پڑھا گیا
شیخ عبدالرحمٰن احمد صاحب قادیانی تاجر کتب قادیان سے
محصولڈاک بھیجنے سے مفت مل سکتا ہے

المشتہر
مینیجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن کریم کے الہامی ہونے پر بائبل کی شہادت

ہم کو نہایت افسوس اور تعجب سے لکھنا پڑتا ہے کہ یسوعی اہل قلم جب اسلام اور قرآن پر نکتہ چینی کرنے بیٹھتے ہیں تو نہ صرف عقل سلیم کو فارغخطی دیدیتے ہیں بلکہ قوت حافظہ سے بھی اُن کا اسقدر بگاڑ ہو جاتا ہے کہ فرط نسیان میں مقدس بائیبل اُن کی یادداشت سے محو ہو جاتی ہے جائے حیرت ہے کہ اگر قرآن کریم کو انسانی بناوٹ (معاذ اللہ) یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) جھوٹا نبی ثابت کرنا ہو تو ہمارے یسوعی دوست دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالیں گے مگر جیرسے دلائل دینگے تو ایسے بھونڈے اور بے جوڑ کہ جن سے اُنکی اپنی بائیبل ہی مورد الزام ٹھہر جاتی ہے۔ ہم کو رہ رہ کر اس بات پر تعجب آتا ہے کہ جب پادری صاحبان بائیبل سے عملاً فائدہ نہیں اُٹھاتے اور نہ ہی اسے اپنا دستور العمل ٹھہراتے ہیں تو پھر اس موٹی بوجھل کتاب کو کیوں بغل میں دبائے پھرتے ہیں؟ کہنے کو تو وہ ہونٹ چباچبا کر کہدینگے کہ یہ خدا کا کلام ہے مگر اُن کا عمل اُن کے اس قول کی تکذیب کرتا ہے اور روز روشن کی طرح ظاہر کرتا ہے کہ اُن کا بائیبل کی تعلیم پر ایک شعشہ پر بھی ایمان نہیں۔ مسیح نے تو کہا تھا کہ میں شریعت کے مٹانے کو نہیں آیا مگر مسیح کے نام لیوا نہ صرف اس شریعت کو ہی ملیامیٹ کرتے ہیں بلکہ کتاب مقدس کی ہر ایک سچائی اب اُن کے نزدیک سچائی ہی نہیں۔ خدا کا کلام اب عیسائی پادریوں کی آنکھ میں کلام خدا نہیں رہا بلکہ ایک متروک تحریر ہے جسے وہ ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل سمجھتے ہیں۔

پیارے ناظرین! اگر آپ ہم سے ہمارے اس دعویٰ کی دلیل پوچھیں تو ہم آپ کی توجہ عیسائی مصنفین کے اس طرز استدلال کی طرف منعطف کراتے ہیں جو ہمارے مہربان قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے وقت استعمال فرماتے ہیں۔ ذرہ سی توجہ کے بعد آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ مسیح کے پرستار اسلام کی نسبت وہ وہ باتیں پیش کرتے ہیں جن کو انکی اپنی بائیبل غلط قرار دیتی ہے۔ یہ ہرگز ہرگز قرین قیاس نہیں کہ وہ بائیبل کے مضامین سے ناآشنا ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ بہت سی اُن سچائیوں سے تو بخوبی واقف ہیں جو حضرت موسیٰ و دیگر انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں مگر وہ دیدہ و دانستہ ان سچائیوں کو محض اس لیئے نظرانداز کرتے ہیں کہ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی کی تصدیق ہوتی ہے قرآن مجید کا منجانب اللہ ہونا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر آنا ایسی باتیں تھیں جو بائیبل کی طرف رجوع کرنے سے بآسانی فیصل ہو سکتی تھیں لیکن جھوٹ کے پیار نے مسیحی واعظین کو راستی سے ایسا دُور کر دیا ہے کہ وہ اسلام کی سچائی کو اُس محک پر ہرگز کسنا نہیں چاہتے جو انکی اپنی مقدس کتاب میں دی ہوئی ہے حالانکہ ایسا کرنے سے وہ خود بائیبل کئی ایک کتابوں کا مجموعہ ہے اور یسوعی صاحبان کہتے ہیں کہ انکے مصنّف صاحب الہام تھے اور وہ ان کتابوں کو انسان کا کلام نہیں کہتے بلکہ 'خدا کا کلام' کہکر پکارتے ہیں۔ اب ہم یہاں پر مسیحی دوستوں سے سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ کتابیں خدا کا کلام ہیں اور اگر اُن کے مصنّفین صاحب الہام تھے تو پھر سچے اور جھوٹے نبی میں یا خدا کے کلام اور انسانی بناوٹ میں تمیز اور امتیاز کرنے کے لیئے آپکے ہاں کیا معیار رکھا گیا ہے؟ اگر ان کتابوں میں کوئی ایسا معیار نہیں تو ان کا وجود و عدم وجود برابر ہے اور یہ محض لاشئے و بے حقیقت ہیں اگر کثیر التعداد اسرائیلی انبیاء نے خدا کے سچے الہام اور سچے نبی کے پہچاننے کا کوئی معیار نہیں ٹھہرایا تو انہوں نے بنی نوع انسان کے لیئے کچھ بھی نہیں کیا اور انکی تعلیم سخت ناقص اور نامکمل ہے۔ اگر عہد عتیق کی چالیسؔ کی چالیس کتابیں ہیں سچے نبی کی شناخت کا معیار تبلانے سے قاصر ہیں تو ان کا نزول بے سود اور بے فائدہ تھا۔ لیکن جب

بائیبل کے ماننے والوں کی تحریروں اور خصوصاً اُن تحریروں کو جو قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھی جاتی ہیں دیکھا جاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا انکی کتابیں کسی ایسے معیار سے معرا ہیں۔ جو سچے نبی اور جھوٹے دعویدار نبوت میں تمیز کرائے۔ اگر ان کتابوں میں حقیقتاً سچے نبی کی شناخت کے لیئے کوئی تعلیم درج نہیں اور سچے و جھوٹے میں تمیز کرنے کا کوئی معیار ہی نہیں بتلایا گیا تو ہم بڑی جرأت اور تحدی سے پوچھ سکتے ہیں کہ ایسی کتابوں کے ماننے والوں کو کسی نبی کی سچائی پر سوال کرنے کا کیا حق حاصل ہے؟ جن کی مقدس کتاب ہی اس امر پر ہرگز روشنی نہیں ڈالتی کہ سچے کی کیا علامت ہوتی ہے اور جھوٹا کس طرح پہچانا جاتا ہے ایسے اندھیرے والوں کو بھلا دکھائی دے تو کیونکر؟ مگر لطف یہ ہے کہ باوجود نابینا ہونیکے یہ لوگ آنکھیں رکھنے کے مدعی ہیں اور بڑی جرأت سے کہدیتے ہیں کہ فلاں نبی سچا اور فلاں جھوٹا تھا۔

معزز ناظرین! یہاں پر لامحالہ آپکے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ آیا بائیبل جسمیں تورات زبور وغیرہ مقدس کتب اور صحائف انبیاء بھی شامل ہیں واقعی اس اہم اور ضروری مسئلہ پر یعنی راست باز اور کذاب مدعیان نبوت کے معاملہ میں خاموش اور ساکت ہیں؟ بائیبل پر کمزور اور ناقص ایمان رکھنے والے مسیحی تو اس سوال کا جواب دینا اپنے لیئے موت سمجھیں گے مگر چونکہ انکی اس موت میں اسلام کی زندگی ہے لہٰذا ہم بتلاتے اور کھولکر بتلاتے ہیں کہ نصارٰی کی مقدس کتب میں راستباز اور کذاب مدعیان نبوت کی شناخت کا معیار موجود ہے۔ اور اس معیار کے ذریعہ سے رسالت کے کسی مدعی کا دعویٰ بآسانی جانچا جاسکتا ہے۔ اگر ہم ایسا معیار مسیحی کتب مقدسہ میں سے دکھادیں تو یسوعی منادوں کا عین فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اسے تسلیم کریں اور جس نبی کی سچائی پر انکو شبہ ہو اُس کو اس محک پر کس کر دیکھ لیں۔

اب ہم بتاتے ہیں کہ بائیبل نے کہاں کہاں اس معیار کا ذکر کیا ہے۔ اگر استثنا باب ۱۸ کی مفصلہ ذیل سطر کو بہ نظرِ غور دیکھا جاوے تو ہرگز اس امر میں شک و شبہ

کی گنجائش نہیں رہتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے ہی سے خدائے تعالیٰ نے راستباز اور کذاب میں تمیز کرنے کا معیار سکھا دیا تھا اور اگر موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ یعنی مسیح ناصری علیہ السلام پر ایمان لانیوالے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ایمان میں غلو کرنیوالے لوگ ذرا سی توجہ سے کام لیتے تو اسی معیار پر پرکھنے سے انکو مثیل موسیٰ یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت نظر آجاتی ہے۔ محولہ بالا عبارت حسب ذیل ہے۔

"لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا مَیں نے اُسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی ہلاک ہوگا (اردو تراجم میں لکھا ہے کہ وہ نبی قتل کیا جاوے مگر یہ ترجمہ غلط اور محرف ہے۔ اصل عبرانی میں موت کا لفظ ہے اور انگریزی تراجم میں بھی مرنے کا ہی لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نبی ایک ناکامی کی موت مریگا) استثنا ۱۸-۲۰" اس جگہ خدائے تعالیٰ نے کسی نبی کی شناخت کے لیئے ایک یقینی معیار مقرر فرمایا ہے۔ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے مدعی نبوت کو ہلاک کر دیتا ہے جو اپنی من گھڑت باتوں کو اس کی پاک ذات کی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ غیور خدا ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اس کے نام سے اس کی مخلوق کو دھوکہ دیا جائے اُس کے قہر کی آگ ایسے شخص کے خلاف پورے زور سے بھڑکتی ہے جو جھوٹے الہامات دنیا میں شائع کرتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ الہامات تو درکنار خدائے تعالیٰ کی آنکھ میں وہ شخص بھی مقہور گردانا جاتا ہے جو اپنے کسی ایک لفظ کو بھی جھوٹ موٹ خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بفرض محال اگر کوئی نبی ہزاروں سچے الہامات شائع کرنیکے بعد کوئی ایک آدھ کلمہ ایسا بھی شائع کردے جو در اصل اُسکی اپنی بناوٹ ہے اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے وہ کلمہ القا نہ کیا گیا ہو تو ایسا شخص بھی غضب الٰہی کا مورد ہوگا اور صرف اس ایک طبعزاد کلمے کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے منسوب کرنیکی پاداش میں اسکے تمام اعمال حبط کیئے جائیں گے۔

اب ہم مسیحی صاحبان سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا مذکورہ بالا عبارت خدا کا کلام ہے یا نہیں؟ آیا مسیحیوں کے نزدیک اس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خدائے تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونا مسلم ہے یا نہیں؟ اگر یہ الفاظ عیسائیوں کے اعتقاد کے بموجب خدا کا سچا الہام ہیں تو ضرور ہے کہ جو معیار ایک صادق نبی کی شناخت کیلئے ان میں دیا گیا ہے وہ بھی سچا ہو اور جو نبی اپنی کذب بیانی سے کسی بات کو جو درحقیقت خدائے تعالیٰ کا الہام نہیں جھوٹ موٹ اس پاک ذات کی طرف منسوب کرے وہ ناکام و نامراد ہوکر ہلاکت کے گڑھے میں گرنا چاہیئے۔

مسیحی صاحبان! اگر تمھیں کتاب مقدس کے الہامات پر ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے اور اگر تم کتاب مقدس کے اس حصہ کو خدا کا کلام جانتے ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا تو پیارو! ہم اُن سچائیوں کا واسطہ دیکر جو خدا کے نبی دنیا میں وقتاً فوقتاً لاتے رہے ہیں آپ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ معیار مذکورہ پر۔ جو تمھاری اپنی کتاب میں درج ہے اور جسے تم کلام خدا بھی کہتے ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی کو پرکھ لو۔ صاحبو! دیدہ دانستہ حق کا چھپانا اور جھوٹ سے پیار کرنا انسان کو خدائے تعالیٰ اور اس کے پاک بندوں اور خود اس کے اپنے ضمیر کی آنکھ میں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے آؤ حق کی طرف رجوع کرو ؎

کب تک کروگے دوستو تم جھوٹ سے پیار حق کی طرف رجوع بھی لاؤگے یا نہیں۔

اے جناب دیکھو اور کان کھولکر سنو! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہیں بلکہ لاکھوں کلمات کو خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے اور ہم کو قرآن کریم کے لفظ لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ جس شخص پر یہ کتاب نازل ہوئی تھی وہ اس بات کا مدعی تھا کہ اس کا ہر لفظ براہ راست خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس کو وحی کیا گیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو قرآن کریم کی ہر ایک آیت کو خدائے تعالیٰ کے مُنہ کی بات قرار دیتے تھے اور بڑی وثوق اور یقین سے اپنے ہر الہام کو کلام الٰہی کے نام سے یاد فرماتے تھے۔ پھر یہ سلسلہ الہام ایک دن۔ ایک ہفتہ۔ ایک ماہ یا ایک سال میں ختم نہیں ہوا بلکہ قریباً ربع صدی یعنی

۲۳ سال . . . . تک جاری رہا۔ اور اس عرصہ میں وہ خدا کا مقدس بندہ بجائے ناکام ہونیکے کامیاب ہوتا گیا اور بجائے زوال پانے کے با اقبال ہوا کتب سماوی کے ماننے والو! خدا کو عادل سمجھنے والو!! راستی سے پیار اور جھوٹ سے نفرت رکھنے والو!!! اللہ کے لیئے خدا لگتی بات کہنا۔ بھلا کیا جھوٹے مدعیان نبوت سے بھی یہی سلوک ہوا کرتا ہے یا ہونا چاہیئے تھا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ تورات کے قائم کردہ معیار کے بموجب تو خدائے تعالیٰ کی طرف صرف ایک جھوٹا کلمہ منسوب کرنا ہی اُسکے غضب کی آگ کو بھڑکانے اور ایسے کاذب نبی کو بھسم کر ڈالنے کا باعث ہوسکتا تھا مگر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ اسرائیل کے بھائیوں میں سے پیدا ہونیوالے نبی کی تائید کے لیئے آسمان سے ہر صبح ایک تازہ نشان اور ہر شام ایک نئی شان کا ظہور ہوتا گیا۔ ہر مہینے اُس کے فتوحات میں اضافہ اور ہر سال اُسکے جلال میں ترقی ہوتی رہی اور وہ ہرگز دنیا سے نہ اُٹھایا گیا جبتک کہ الیوم اکملت لکم دینکم کی فرحت افزا اور پرجاہ وجلال نوید اُسکے حق شنو گوش میں نہ پہنچائی گئی۔ اللّٰھم صل علی محمدٍ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ؎

مسیحی دوستو! جن قدوسیوں کے سردار کو تمہاری گندی زبانیں جھوٹا نبی (نقل کفر کفر نباشد) کہتی ہیں اگر تم آنکھوں سے تعصب کی پٹی اُٹھا کر اُسکی زندگی پر غور کرتے اور عرب سے ویران ملک میں جو باغ اُس نے لگایا تھا اُس پر نظر ڈالتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ ہر ایک بیج جو اس مقدس مالی نے بویا وہ اوگا۔ بڑھا۔ پھولا اور پھلا اور ایسا باور درخت ہوا کہ اُس مالی نے اپنی عین حیات میں خود اُس کا میوہ کھایا اور جھولیوں بھر بھر لوگوں میں تقسیم کیا خدائے تعالیٰ نے اُسے ایسی کامیابی عنایت فرمائی جسکی نظیر تاریخ عالم کے صفحات پر مفقود ہے۔

پس توریت شریف کے مقرر کردہ معیار کے بموجب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے سچے اور راستباز نبی تھے اور اگر انبیاء علیہم السلام کے مدارج مقرر کیئے جائیں تو اُن تمام لوگوں کی نسبت جو نبوّت کے خلعت سے سرفراز کیئے گئے ہیں اسلام کا

معزز و ممتاز نبی بڑھ چڑھکر راستباز ثابت ہوتا ہے۔

مسیحیو! اگر تمھارا یہ ایمان ہے کہ حضرت کلیم اللہ اللہ تعالیٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ سے ممتاز تھے اور اگر توریت شریف کا مقرر کردہ معیار تمھارے نزدیک غلط نہیں تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم اُس نبی کو بھی خدائے تعالیٰ کا سچا رسول تسلیم کرو جو مکہ میں مبعوث ہوا تھا۔ اس نبی کی زندگی دوسرے انبیاء کی سوانح کی طرح کوئی پوشیدہ اور مبہم امر نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو تمھارے اپنے مؤرخین۔ کے نزدیک بھی تاریخی نبی ہیں اس لیئے دنیا اس امر سے ناواقف نہیں کہ مکہ میں مبعوث ہونے والا نبی جھوٹے مدعیان ۔۔ ۔۔ رسالت کی طرح ناکام و نامراد نہیں ہوا بلکہ تاریخی شہادت تو ہر مخالف و موافق کو اس بات کے ماننے پر مجبور کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ پرشوکت وہ پُر جلال کامیابی نصیب ہوئی جو آپ کی بعثت سے پہلے آنیوالے رسولوں کے حصے میں نہیں آئی تھی اور آئندہ کسی کو حاصل ہوگی دوسروں کا تو ذکر ہی کیا خود اُس نبی کو بھی یہ نصرت نصیب نہ ہوئی جس کا چودھواں خلیفہ مسیحیوں کا مقدس خداوند تھا یعنی خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی کامیابی حاصل نہیں ہوئی حالانکہ استثنا کی محولہ بالا آیت کا نزول بھی انہی پر ہوا تھا۔ اب یسوعی اور نیز اُنکے بڑے بھائی یہودی دونوں کو ذیل کے دو نتائج میں سے ایک ضرور ماننا پڑیگا یعنی یا تو وہ یہ تسلیم کریں کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی تھے اور اگر ایسا نہ کریں تو موسیٰ علیہ السلام کے الہام مندرجہ استثنا کو غلط سمجھکر ترک کریں اور آیندہ بائیبل کو خدا کا کلام نہ کہیں بلکہ اُسکے بیانات کو جھوٹ کا پُتلا سمجھیں۔

پیارے ناظرین! اب ہمیں دیکھنا ہے کہ موسائی اور مسیحی ان دونوں باتوں میں سے کونسی بات اختیار کرتے ہیں۔ ہر ایک ایسا آدمی جسے خدائے تعالیٰ نے صحیح دماغ دیا ہو ہرگز یقین نہیں کر سکتا کہ دو متضاد باتوں کو ایک ہی وقت میں ماننا چاہیئے یعنی یہ محال ہے کہ ایک طرف تو معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نبی کہا جائے اور دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے الہام کو سچا بھی مانا جائے۔ اس حالت میں

ہر ایک عقلمند آدمی اس سوال کا حق رکھتا ہے کہ آیا استثنا کا معیار مذکورہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اگر اسے صحیح مانا جائے۔ تو لازماً یہ بھی ماننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ جھوٹے مدعی نبوت کو ہلاک کرتا ہے اور سچے داعی حق کی نصرت اور تائید فرماتا ہے۔ اگر تعصب اور کسی خاص مذہب کی طرفداری کو تھوڑی دیر کے لئے ایک طرف رکھ دیا جاوے اور خدا کے کلام یا کسی عقلمند کے مقولے کی بحث کو ایک آن کے لئے اُٹھا دیا جاوے اور تورات کو ایک پُرانی تصنیف ہی سمجھ لیا جائے تو بھی باب استثناء کے .. قائم کردہ معیار کے متعلق فطرت انسانی اور عقل سلیم کا یہی فتوٰی ہوگا کہ راستباز اور کاذب کی شناخت کے لیئے اس سے بڑھکر کوئی میزان نہیں ہوتی۔

دوستو! کیا ہم آئے دن اس بات کو مشاہدہ نہیں کرتے کہ زمینی حکومتیں ایسے شخص کو نہ صرف گرفتار کر لیتی ہیں بلکہ سخت سزا بھی دیتی ہیں جو جھوٹ موٹ سرکاری افسر بنکر رعیت پر ناجائز دباؤ ڈالتا ہے اجی دباؤ تو درکنار اگر کوئی یونہی اپنے آپ کو سرکاری افسر کے نام سے مشہور کر کے فقط شہرت ہی حاصل کرنا چاہے تو وہ بھی سرکاری قانون کے مطابق عوام کو دھوکہ دینے کے جرم میں گرفتار ہو کر کیفر کردار کو پہنچتا ہے بھلا جب دنیا کے ادنیٰ حاکم اس بات کو گوارا نہیں کرسکتے کہ کوئی شخص بہانہ سازی سے سرکاری ملازم بنکر خلق خدا کو دھوکہ دے اور ناجائز دباؤ ڈالے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ احکم الحاکمین خدا اس بات کو گوارا فرمائے کہ کوئی شخص اس کا جھوٹا نائب بنکر اسکی مخلوق کو فریب اور دغا میں مبتلا کرے اور برسوں تک ایسا کرنے کے بعد کامیابی کا مرصع تاج پہن کر دنیا سے رخصت ہو۔ پیارو! یہ ممکن ہے کہ کوئی دنیوی حکومت چند روز کے لیئے دھوکہ کھا جائے مگر یہ خیال میں لانا بھی کم فہمی اور قلتِ عقل ہو گی کہ اُس عالم الغیب خدا کو جو ازل سے ابد تک کا علم رکھتا اور عالم کل ہے ایک لحظہ کے لیئے بھی دھوکہ دیا جا سکتا ہے اگر خدائے تعالیٰ جھوٹے مدعیانِ نبوت کے ساتھ بھی وہی سلوک

کرے جو راستبازوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اگر جھوٹے بھی سچوں کی طرح کامیاب بامظفر و منصور ہو کر دنیا سے اٹھائے جائیں تو پھر حق و باطل میں کیا تمیز رہی اور ہمارے پاس صادق اور کاذب کا کیا معیار رہا؟ بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ جو راستی کا حامی اور باطل کا دشمن ہے ہرگز ہرگز باطل کے فرزندوں کی نصرت نہیں فرماتا اور نہ ہی انکو وہ مدارج عنایت فرماتا ہے جو حق کی ذریت کے لیئے اس کے قانون میں ابدالاباد سے مقرر ہیں یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ

ع کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو ؛

ناظرین! جب ہم یرمیاہؑ کی کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو خدائے تعالیٰ کا یہ قانون اور زیادہ واضح اور بیّن ہو جاتا ہے اس کتاب پر نظر ڈالنے سے آپ معلوم کرینگے کہ خدائے تعالیٰ کس زور سے یرمیاہ نبی کے ہمعصر کاذب مدعیان نبوت کو ملامت فرماتا ہے۔ کتاب مذکور کے باب ۱۴ ورس ۱۴-۱۵ کی حسب ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

(۱۴) تب خداوند نے مجھے کہا کہ (جھوٹے) انبیا میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ مینے انہیں نہیں بھیجا اور حکم نہیں دیا نہ انہیں کہا۔ وے جھوٹی رؤیا اور جھوٹا علم غیب اور بے اصل باتیں اور اپنے دلوں کی مکاریاں نبوت کی طرح تم پر ظاہر کرتے ہیں؛

(۱۵) اس لیئے خداوند یوں کہتا ہے اُن نبیوں کی بابت جو میرا نام لیکے نبوت کرتے ہیں۔ جنہیں مینے نہیں بھیجا۔ اور جو کہتے ہیں کہ تلوار اور کال اس سرزمین پر نہ ہوگا یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کیئے جاویں گے ؛

پھر اس کتاب کے باب ۲۳ ورس ۱۶-۳۲ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے دھوکہ دینے والے دعویداران الہام کی بات سُننے تک سے منع فرمایا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی نسبت اپنے غضب کی تباہ کن آندھی اور بگولوں کی پیشگوئی فرمائی ہے چنانچہ وہ عبارت حسب ذیل ہے :-

ملاحظہ ہو۔ رب الافواج یوں کہتا ہے کہ اُن نبیوں کی باتیں مت سنو جو تم سے نبوت کرتے ہیں۔ وے تم کو بطالت کی طرف مائل کرتے۔ وے اپنے دلوں کے خواب خیالوں کو کہتے ہیں اور نہ کہ وہ باتیں جو خداوند کے مُنہ سے نکلیں۔ وے اُنکو جو مجھے حقیر جانتے ہیں کہتے رہتے ہیں خداوند نے کہا کہ تمھاری سلامتی ہوگی۔ اور ہر ایک کو جو اپنے دل کی چلاہٹ پر چلتا وے کہتے ہیں

کہ تم پر کوئی بلا نہ آوے گی۔ پر اُن میں سے کون خداوند کی مصلحت میں ثابت قدم رہا۔ کس نے اُس کے سخن پر لحاظ کیا۔ اور اُسے سنا۔ کس نے اُس کے کلام کی طرف توجہ کی اور اُس پر کان لگایا۔ دیکھ خداوند کے قہر سے ایک آندھی اُن کی طرف چلی۔ ایک چکر مارتا ہوا طوفان جو شریروں کے سر پر پڑے گا خداوند کا غضب پھر دھیما نہ ہوگا جبتک کہ وہ اسے انجام تک نہ پہنچاوے اور اپنے دل کے ارادے پورے نہ کرے۔ تم آنے والے دنوں میں اُسے بخوبی معلوم کرو گے۔ مینے نبیوں کو نہیں بھیجا پر وے دوڑے ہیں مینے اُن سے نہیں کہا پر اُنہوں نے نبوت کی۔ پس اگر وے میری مصلحت میں ثابت قدم رہتے تب وے میری باتیں میرے لوگوں کو سناتے۔ تاکہ ان کو اُنکی بُری راہ سے اور اُنکے کاموں کی بُرائی سے پھرادیں۔ کیا میں نزدیک ہی کا خدا ہوں خداوند کہتا ہے اور دُور کا خدا نہیں۔ کیا کوئی آدمی چھپی جگہوں میں اپنے کو چھپا سکتا ہے کہ میں اُسے نہ دیکھوں۔ خداوند کہتا ہے کیا آسمان اور زمین مجھ سے بھرے نہیں ہیں خداوند کہتا ہے مینے سنا جو نبیوں نے کہا جو میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے اور کہتے ہیں کہ مینے خواب دیکھا۔ خواب دیکھا۔ کب تک یہ نبیوں کے دل میں رہے گا کہ جھوٹی نبوت کریں ہاں اپنے دل کی فریب کاری کے نبی ہیں جو گمان رکھتے ہیں کہ اپنے خوابوں سے جو اُن میں سے ہر ایک اپنے پڑوسی سے بیان کرتا میری قوم کو میرا نام بھلادیں جسطرح اُنکے باپ دادے بعل کے سبب سے میرا نام بھول گئے۔ جس نبی کے پاس خواب ہے سو خواب بیان کرے اور جس کے پاس میرا کلام ہے سو میرے کلام کو دیانتداری سے کہے۔ گیہوں کو بھوسے سے کیا نسبت خداوند کہتا ہے کیا میرا کلام سراسر آگ کی مانند نہیں ہے خداوند کہتا ہے۔ اور ہتھوڑے کی مانند جو چٹان کو چور چار کرتا ہے۔ اس لیئے دیکھ میں اُن نبیوں کا مخالف ہوں خداوند کہتا ہے جو ہر ایک اپنے پڑوسی سے میری باتیں چُرا رکھتے ہیں۔ دیکھ میں اُن نبیوں کا مخالف ہوں خداوند کہتا ہے جو اپنی زبان کو استعمال کرتے اور کہتے ہیں کہ وہ فرماتا ہے۔ دیکھ میں اُن کا مخالف ہوں خداوند کہتا ہے۔ جو جھوٹے خوابوں کو نبوت سے کہتے ہیں اور اُنہیں بیان کرتے اور اپنی جھوٹی باتوں سے اور شیخیوں سے میرے لوگوں کو بھٹکاتے ہیں۔ لیکن مینے اُنہیں نہیں بھیجا نہ اُنہیں حکم دیا۔ اس لیئے اس قوم کو اُن سے ہرگز فائدہ

نہ ہوگا خداوند کہتا ہے۔

مقدس بائیبل کے منادو! خداوند خدا کے نام کو اور کلام کو دنیا میں پھیلانے کے مدعیو! خدارا ہمیں یہ تو بتلاؤ کہ جب خداوند خدا ہمیشہ سے جھوٹے مدعیان الہام کا دشمن ہے اور جبکہ اس کے غضب کی آگ ایسے کذابوں کو دانہ سیاہ کی طرح جلاکر خاکستر کر دیتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ الٰہی آگ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ بھڑکی جبکہ تمھارے نزدیک (معاذ اللہ) وہ جھوٹے نبی تھے۔ تمھارے عناد اور دشمنی سے جو تمھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ معاذ اللہ وہ بڑے جھوٹے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ غضب الٰہی کی خطرناک آندھی ان کے خلاف نہ چلی اور کیا وجہ ہے کہ چٹانوں کا توڑنے والا ہتھوڑا اُن کے خلاف نہ اُٹھا؟ - کیا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خدا کا قانون تبدیل ہو گیا تھا؟ کیا یرمیاہ نبی کے زمانہ کا خدا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے خدا سے جُدا اور نرالا تھا؟ کیا خداوند خدا اسرائیل کا خدا اپنے اُس قانون کو بھول گیا تھا جسکی رُو سے جُھوٹے مدعیان رسالت کو تباہ کرنا ضروری تھا؟ کیا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خدائے تعالٰی نے پُرانے قانون کو منسوخ کرکے کوئی ایسا نیا قاعدہ جاری کر دیا تھا؟ جسکے رُو سے وہ جھوٹوں کی تائید و نُصرت اور اُنکے دشمنوں کو تباہ کرنے لگا تھا؟

مقدس ثالوث کے پُجاریو! خداوند باپ خداوند بیٹا اور روح القدس کے پرستارو! ہمارا خیال ہے کہ شاید خداوند خدا کے اکلوتے بیٹے نے اپنی لعنت کی موت کے بعد آسمان پر جاکر اور اپنے ابّا جان کے داہنے ہاتھ مسند نشین ہوکر خداوند باپ کو اپنا پرانا قانون منسوخ کرنے اور نیا رائج کرنے کی ترغیب دی ہوگی؟ اے جناب! ذرا سوچکر جواب دیجیے کیوں یہی بات ہے نا؟ واقعات ہمارے اس خیال کی تائید کرتے ہیں کیونکہ اُس نبی کو جسے تم ہرگز ہرگز صادق ماننے کو تیار نہیں خدائے تعالٰی کی طرف سے ایسی تائید و نصرت ملی جس کا شمہ بھی خداوند خدا کے چاہیتے اور اکلوتے بیٹے کو اپنی زندگی میں نصیب نہیں ہوا پرانے قانون کے مطابق جھوٹا ناکام و نامراد ہوکر ہلاک ہونا چاہیے تھا مگر پیغمبر اسلام کو تو بجائے ہلاکت کے نصرت اور بجائے ناکامی و نامرادی کے اعلٰی درجہ کی

باجلال کامیابی اور فتح حاصل ہوئی۔ پس اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ خداوند یسوع نے اپنے باپ کو کہکر پُرانے قاعدے کو تو منسوخ کرایا اور خیر سے نیا قانون جو پاس کرایا تو ایسا کہ وہ پُرانے کی عین ضد بنا۔ کیا یہاں پر آپ ہمیں یہ کہنے کی اجازت دینگے کہ ایک کو تین اور تین کو ایک یا سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر کے دکھا دینا تمہارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے مگر مسیحی دوستو! ہم تمھیں مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ایک نصیحت کرتے ہیں یعنی

آؤ عیسائیو! اِدھر آؤ ﴿ نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ ﴿ کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار ﴿ کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو ﴿ کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ ﴿ سر پہ خالق ہے اُسکو یاد کرو ﴿ یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ

ناظرین! یرمیاہ نبی کی کتاب میں حضرت یرمیاہ کے ہمعصر ایک جھوٹے مدعی نبوت مسمّی حننیاہ کے بد انجام کا ذکر بھی خصوصیت سے توجہ کے قابل ہے۔ لکھا گیا ہے کہ جب حننیاہ نے کاہنوں اور سارے لوگوں کے سامنے اپنی جھوٹی پیشگوئی بیان کی تب یرمیاہ نبی نے حننیاہ نبی سے کہا اے حننیاہ سُن خداوند نے تجھے نہیں بھیجا ہے پر تُو اس قوم کو جھوٹ کہہ کے امیدوار کرتا ہے اس لئے خداوند یُوں کہتا ہے کہ دیکھ میں تجھے روئے زمین پر سے خارج کردوں گا تُو اسی سال میں مرے گا کیونکہ تُو نے خداوند کی طرف سے پھر جانیکی بات کہی ہے چنانچہ اُس سال ساتویں مہینے حننیاہ نبی مرگیا یرمیاہ باب ۲۸ ورس ۱۵-۱۶

واقعہ مذکورہ کو پہلے حوالجات سے ملاکر مطالعہ کرنیکے بعد ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب سنن ماضیہ میں سنت الٰہی یہ تھی کہ کاذب مدعی نبوت خائب و خاسر ہو کر ہلاک ہوتا تو پھر یسوع مسیح کے چھ سَو سال بعد یہ الٰہی قانون کیوں منسوخ ہوگیا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو جنہیں مسیحی مناد بڑی شوخی سے جھوٹا نبی کہکر پکارتے ہیں کیوں ایسی آسمانی نصرت و تائید ملی جو آپ سے پہلے سچے نبیوں کو بھی میسر نہ آئی۔ اس سوال کا ایک جواب تو ہم پہلے دے آئے ہیں یعنی یہ کہ شائد خداوند بیٹے کی سفارش و پیروی سے خداوند باپ نے اپنے قدیمی قانون کو تبدیل کردیا لیکن حقیقی جواب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ انسان پرستی کی خطرناک ظلمت نے عیسائیوں کو ایسا شپرہ چشم بنا دیا ہے کہ وہ اپنی کتب مقدسہ میں راستبازوں کی شناخت کا معیار تلاش کرنے کی بجائے خود راستی کے ہی دشمن جانی ہوگئے ہیں وہ آنکھیں تو رکھتے ہیں

لیکن حقیقی روشنی سے محروم ہیں اگر توحید کی مخالفت کا زنگ اُنکے دلوں پر نہ لگا ہوتا تو بائیبل کا قائم کردہ معیار اُنکے لیئے ضرور مفید ہوتا اور وہ سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام اور اُنکی والدہ صدیقہ کے حقیقی محسن یعنی فاران پر اُترنے والے فارقلیط پر ایمان لانے سے محروم نہ رہتے۔

خداوند مسیح کے پرستارو! شاید تم میں سے کوئی من چلا سورما اُٹھے اور کہے کہ عہد عتیق کی کتابیں اور اُس کے حوالجات ہمارے نزدیک کچھ ایسے معتبر نہیں اس لیئے ہم تمھاری خاطر سے عہد عتیق کو چھوڑ کر اب رسالجات اور خطوط کے اُس مجموعہ کی طرف رُخ کرتے ہیں جس کا نام مسیحی اصطلاح میں عہد جدید ہے۔ اس مجموعہ پر نظر ڈالنے سے بھی تمھاری بدقسمتی ہمیں بکرے کی ماں والی مثال یاد دلاتی ہے یعنی عہد جدید کی کتابوں میں بھی وہی قانون مشاہدہ ہوتا ہے جو عہد عتیق کے صحائف میں موجود تھا دیکھیئے تمھارے خداوند خود فرماتے ہیں کہ ہر ایک درخت جو اچھا پھل نہیں لاتا کاٹا جاتا اور آگ میں پھینک دیا جاتا ہے* یسوع مسیح کے اس قول سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جھوٹا نبی اپھل درخت کی طرح کاٹا جاتا اور آگ میں جھونکا جاتا ہے لہٰذا جھوٹے اور سچے مدعی نبوت کی شناخت کا معیار مسیح کے نزدیک بھی وہی ہے جو کتاب استثنا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور یرمیاہ نبی کی کتاب میں حضرت یرمیاہ علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے وحی کیا گیا تھا۔ لیکن جائے افسوس ہے کہ یسوع کے شاگرد نام کو تو اپنے خداوند کے لیئے جان دینے کے لیئے بھی تیار ہونگے مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس معیار حقہ کا استعمال کرنا حرام سمجھیں گے۔

پیارے ناظرین! مسیحیوں کا قول ہے کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو مسیحیوں یہودیوں اور دیگر ذرائع سے معلومات کا بڑا ذخیرہ بہم پہنچایا بعد ازاں نیم شبی ساعتوں میں بیٹھ بیٹھ کر ان معلومات کو موزون سورتوں کا لباس پہنایا اور پھر (نعوذ باللہ) اس اپنی بناوٹ کو خدائے تعالیٰ کے الہام سے تعبیر کر دیا۔ اور آئے دن اس طرح نئی نئی سورتیں بناتے گئے حتیٰ کہ ۲۳ برس کا لمبا عرصہ گذر گیا اور لُطف یہ کہ اس تمام زمانہ میں جھوٹ سرسبز اور جھوٹا کامیاب ہوتا گیا۔ آخر کار وہ برومند اور فاتح ہوا اُس کے دشمن جو اُس کی تخریب و بیخ کنی کے درپے

* دیکھو متی کی کتاب۔ باب ۷۔ ورس ۱۹

تھے اُسکی آنکھوں کے سامنے خود تباہ و برباد ہو گئے اور وہ مُلک جہاں کسی وقت اس کے جانی دشمن سکونت پذیر تھے آخر وہی اُس کے دوستوں اور جاں نثار اصحاب کا وطن ہو گیا۔ ہر ایک نیا الہام جو اس شخص نے دنیا میں شائع کیا اُس کے ساتھ ہی اُسے خدائے تعالیٰ کی طرف سے نئی نصرت و تائید عطا ہوئی اور جوں جوں ان الہامات کی تعداد میں ترقی ہوئی اسی طرح اس کے جلال اور شکوہ میں اضافہ ہوتا گیا اور کلام الٰہی کی تکمیل کے ساتھ ہی اس کی پُر جاہ و جلال کامیابی ترقی کے انتہائی مدارج پر پہنچ گئی۔ آہ۔ اِس پر بھی مریم کے بیٹے کو خدا سمجھنے والے۔ انسان پرست یسوعی اس کامیاب نبی کو جھوٹا نبی کہتے ہیں اور اُس کے پُر عظمت الہامات کو اس کی اپنی بناوٹ خیال کرتے ہیں۔

صاحبو! یہاں پر ہم ہرگز ہرگز یہ بات کہنے سے نہیں رُک سکتے کہ اگر ایسا کامیاب نبی جھوٹا نبی ہے تو پھر وہ الہامات جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ و حضرت یرمیاہ علیہما السلام پر اُن کا نزول ہوا تھا یقیناً سراسر دروغ اور کذب ہیں پیغمبر اسلام کو جھوٹا سمجھنے سے نہ صرف پُرانے عہدنامے کے انبیاءؑ کی تکذیب لازم آتی ہے بلکہ عیسائیوں کا خدا خود جھوٹا ٹھہرتا ہے کیونکہ وہ انجیل میں کہہ چکا ہے کہ جھوٹا نبی اپھل درخت کی طرح کاٹا جاتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ عیسائی لوگ موسیٰؑ اور یرمیاہؑ کے الہامات کو خدا کا کلام مانکر پیغمبر اسلام کو جھوٹا نبی کہیں۔ روشنی اور اندھیرا ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتے۔ ہاں اور نہیں ایک ہی وقت میں نہیں کہے جا سکتے پس اگر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ جھوٹے نبی ہیں تو موسیٰ و یرمیاہ اور خود مسیح نعوذ باللہ بڑھ چڑھ کر جھوٹے اور بائیبل جھوٹ کی پٹاری بنتی ہے بڑی حیرت اور استعجاب کا مقام ہے کہ ایک شخص جو آسمان کی طرف سے مامور نہیں خود بخود روزانہ نئے نئے الہامات بناتا۔ خواب اور رُویا تراشتا اپنی بناوٹ کو خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا اور قریباً صدی کی ایک چوتھائی حصے تک برابر ایسا کرتا چلا جاتا ہے پھر خدائے تعالیٰ بھی ایسے شخص کو اپنے غصہ کی آگ میں بھسم کر ڈالنے کی بجائے آئے دن نئی نئی نصرتیں اور کامیابیاں عنایت فرماتا چلا جاتا ہے۔ اور اُسے ہرگز دنیا سے نہیں اُٹھاتا جبتک وہ کامیابی کے عرش پر پوری شوکت سے متمکن نہیں ہو لیتا۔

اگر جھوٹے نبی بھی سچوں کی طرح بامراد اور کامیاب ہوتے ہیں اور اگر خدائے تعالیٰ صادقوں کی طرح کاذبوں کی بھی حمایت و نصرت فرماتا ہے تو پھر صادق اور کاذب کی شناخت کا قطعاً کوئی معیار ہی نہ رہا۔ ہر ایک سمجھدار اور ذی فہم آدمی ضرور یہ کہیگا کہ صادق اور کاذب میں ضرور فرق ہوتا ہے اور جو معیار موسیٰ علیہ السلام اور یرمیاہ نبی کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے وہ واقعی راست اور محکم معیار ہے۔ پس اگر یہ معیار صحیح مانا جائے تو اسکے مطابق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ضرور خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ اور راستباز رسول تھے۔ اگر ہمارے مسیحی مہربان اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا انکار کریں تو انہیں لازم ہے کہ موسیٰ اور یرمیاہ اور مسیح علیہم السلام کے الہامات و کلمات کو جھوٹ اور دھوکہ سمجھ کر رد کر دیں آیندہ نہ تو ان کلمات کو خدا کا کلام سمجھیں نہ ان ملہموں کو صادق نبی خیال کریں۔

یسوعی دوستو! تمھاری حالت سخت قابل رحم ہے آہ۔ تمھارے عقل پر کیا پتھر پڑے ہیں کہ تمھیں اُس قدر سمجھ بھی نہیں رہی جسقدر کہ تمھارے حواریوں کے زمانہ میں فریسیوں کو تھی تمھیں معلوم ہے کہ جب سردار کاہن اور صدر مجلس نے حواریوں کے قتل کا ارادہ کیا "تب گملیل نامی ایک فریسی نے جو شریعت کا معلم اور سب لوگوں میں عزت دار تھا مجلس میں اُٹھکے حکم دیا کہ رسولوں کو ذرا باہر لے جاؤ اور انہیں کہا کہ اے اسرائیلی مردو آپ سے خبردار ہو کہ تم ان آدمیوں کے ساتھ کیا کیا چاہتے ہو کیونکہ ان دنوں کے آگے تھیوداس نے اُٹھ کے کہا کہ مَیں کچھ ہوں اور تخمیناً چار سو مرد اُس سے مل گئے وہ مارا گیا اور سب جتنے اُس کے تابع تھے پریشان و تباہ ہوئے بعد اس کے یہوداہ جلیلی اسم نویسی کے دنوں اُٹھا اور بہت سے لوگوں کو اپنے پیچھے کھینچا وہ بھی ہلاک ہوا اور سب جتنے اُس کے تابع تھے تتر بتر ہو گئے اور اب مَیں تمھیں کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور انکو جانے دو کیونکہ اگر یہ تدبیر یا کام انسان سے ہے تو ضائع ہو گی پر اگر خدا سے ہے تو تم اُسے ضائع نہیں کر سکتے۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے بھی لڑنیوالے ٹھہرو انہوں نے اُس کی مانی" اعمال باب ۵ ورس ۳۴ - ۴۰ -

آہ! آجکل مسیحیوں کو گملیل فریسی سے زیادہ شریعت کا واقف ہونا چاہیئے تھا وہ اپنے گھر سے اتنے بھی واقف نہیں جتنا کہ وہ فریسی تھا۔ اس سے بھی زیادہ قابل افسوس یہ امر ہے کہ اگرچہ پادری صاحبان گملیل کے الفاظ اپنے لیکچروں اور وعظوں میں لوگوں کو سناتے ہیں مگر خود اُن سے قطعاً فائدہ نہیں اُٹھاتے ہمیں بتلایا جاتا ہے کہ جن کاہنوں نے گملیل فریسی کی باتوں کو سُنا اُنہوں نے اُس کی نصیحت پر عمل کیا اور رسولوں پر ہاتھ نہ چھوڑا۔ یہ عجیب بات ہے کہ یہودی کاہنوں نے تو گملیل کی مفید باتوں سے فائدہ اُٹھایا اور رسولوں کے قتل سے باز آگئے مگر مسیحی پادری جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ روح القدس نے اُنکے اندر حلول کیا ہوا ہے کچھ ایسے غبی اور کند ذہن ہوگئے ہیں کہ انہیں دوسروں کی نصیحت سے فائدہ اُٹھانے کا مادہ ہی نہیں رہا۔ اُنکی زبانیں اور دل ایک دوسرے سے کوسوں دُور ہیں جو کچھ اُنکی زبان پر ہوتا ہے وہ ہرگز اُنکے حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ اُن کا فہم و ذکا کچھ ایسا سلب ہوگیا ہے کہ وہ اُس سچائی کو محسوس نہیں کر سکتے جو کہ گملیل فریسی نے سکھائی تھی۔ گملیل کے الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ جھوٹا نبی ہرگز ہرگز بامراد نہیں ہوتا خواہ کوئی شخص اسکی مخالفت کرے یا نہ کرے وہ یقیناً ناکام و نامراد ہو کر چاہ ہلاکت میں ڈالا جاتا ہے۔ اور برعکس ازیں راستباز انسان کامیاب و بامراد ہوتا ہے اور کوئی انسانی ہاتھ اُسے قطعاً زیر نہیں کر سکتا۔ جو شخص اُس کا مقابلہ کرتا ہے وہ خدائے تعالیٰ سے لڑتا اور اُس زبردست ہستی کا مقابلہ کرتا ہے اور آخر خود ہلاک ہوتا ہے۔

اے کاش۔ مسیحی پادریوں میں گملیل کی سی سمجھ ہوتی اور اگر بدقسمتی سے وہ ایسے فہم سے محروم تھے تو کم از کم اُنہیں وہ قوت فیصلہ ہی ہوتی جس کی وجہ سے یہودی کاہنوں نے گملیل کی عقلمندانہ اور مخلصانہ نصیحت کو مان لیا تھا۔

مسیحی دوستو! اگر آپ ذرا بھی انصاف اور سمجھ سے کام لیں تو آپ کی اپنی کتابوں میں جیسا کہ ہم نے اوپر دکھایا ہے بہت سے ایسے معیار ہیں جنکے مطابق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے سچے نبی ثابت ہوتے ہیں آہ افسوس اسپر

بھی آپ کا اصرار ہے کہ (معاذ اللہ معاذ اللہ) وہ جھوٹے نبی تھے۔ واللہ مسیحی نادانی مسیحی تعصب اور مسیحی ہٹ دھرمی اپنی نظیر آپ ہیں ؛

مسیحی دوستو! تم اپنی مقدس کتابوں کی سچائیوں کو صرف اس لیئے منسوخ سمجھتے ہو کہ انپر عمل پیرا ہونیسے تم کو پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنا پڑے گا۔ اور اس اقرار کے ساتھ ہی پولوسی آزادی کا خاتمہ ہو کر تمھیں مقدس اسلام کا حلقہ بگوش غلام بننا پڑے گا اور آزادی کی جگہ پابندی اختیار کرنی ہوگی اور یہ تمھارے لیئے موت سے کم نہیں پیارو یاد رکھو مبارک ہیں وہ جو راستی کے لیئے موت اختیار کرتے ہیں اور مرکر پھر نئی زندگی پاتے ہیں ؛

معزز ناظرین! ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ مسیحی تعصب اپنی نظیر آپ ہے اسکا زبردست ثبوت ایک تو وہی ہے جو ہم اوپر دے چکے ہیں یعنی بائبل کے مقرر کردہ معیاروں کا موجود ہونا اور عیسائیوں کا عمداً محض حق کی مخالفت کیوجہ سے اُن کا ترک کر دینا۔ اگر آپ اس سے بھی بڑھکر کوئی اور ثبوت چاہیں تو قرآن کریم پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ فرقان حمید خود کسطرح پکار پکار کر کہتا ہے کہ اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کو جانچنا چاہو تو اُس معیار کے ذریعہ سے پرکھ لو جو کہ حضرت موسیٰ یرمیاہ اور خود مسیح ناصری کے الہامات و کلمات میں موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۙ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۙ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۙ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ (الحاقۃ ع ۲) ترجمہ۔ سو قسم کھاتا ہوں اُن چیزوں کی جو دیکھتے ہو اور جو چیزیں نہیں دیکھتے یہ کہا ہے ایک پیغام لانیوالے سردار کا اور نہیں یہ کہا کسی شاعر کا۔ تم تھوڑا یقین کرتے ہو اور نہ کہا پریوں والے کا تم تھوڑا دھیان کرتے ہو۔ یہ اُتارا ہے جہان کے رب کا اور اگر یہ بنالاتا ہم پر کوئی بات تو ہم پکڑتے اسکا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اُس کی ناڑ۔ پھر تم میں کوئی نہیں اس سے

روکنے والا اور یہ تو سمجھوتی ہے ڈرو والوں کو۔

معزز ناظرین! میں آپکی توجہ مذکورہ بالا ترجمہ کے اُن فقرات کی طرف خصوصیت سے منعطف کراتا ہوں جن کے نیچے خط کھنچا ہوا ہے۔ ان فقرات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اُس ابدی قانون کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو کاذب مدعیان نبوت کے متعلق ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے سچے اور صادق رسول ہیں اگر وہ میری طرف سے نہ ہوتے تو میں اُن کو اسی طرح ہلاک اور تباہ کر دیتا جیساکہ جھوٹے مدعیان رسالت تباہ کیئے جاتے رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان آیات سے تو پایا جاتا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے چند ایک آیات بھی بناتے تو اس کا وہی انجام ہوتا جو ابتدائے عالم سے کذاب لوگوں کا ہوتا آیا ہے۔

اللہ۔ اللہ کیا دلائل ہیں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لیئے خدائے تعالیٰ نے خود دیئے ہیں۔ جس آدمی کے دماغ میں ذرا بھی عقل ہوگی وہ ضرور ان دلائل کو قوی دلائل سمجھیگا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا قائل ہوگا اور تسلیم کرے گا کہ قرآن کریم نے بھی خدائے تعالیٰ کے اُس قدیمی قانون کو یاد دلایا ہے جو پہلے حضرت موسیٰؑ و یرمیاہؑ اور مسیحؑ کی طرف وحی کیا گیا تھا۔ عقلمند لوگ تو اس آسمانی قانون کی داد دیں اور اسے صادق و کاذب کی جانچ کا ایک زبردست معیار سمجھیں لیکن سچائی کے دشمن مسیحی پادری جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی پر نظر کرتے ہیں تو تعصب سے اندھے ہو کر اس آسمانی قانون کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ اس معیار کا نظر انداز کرنا گویا موسیٰؑ اور یرمیاہؑ نبی کے الہامات کو جھٹلانا ہے۔ دوستو! ہم تو کہتے ہیں کہ اگر قرآن کریم میں معیار مندرجہ الہامات حضرت موسیٰ و حضرت یرمیاہ علیہما السلام کی طرف اشارہ نہ بھی ہوتا تو بھی مسیحیوں کو جو کتاب مقدس پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں اور یسوع مسیح اور رسولوں کی پیروی کا ادّعا رکھتے ہیں یہ لازم تھا کہ وہ اس معیار حقہ کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی کی پڑتال کرتے؟ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے متوجہ کرنے اور پتہ کی بات بتلانے کے باوجود مسیح کے نادان دوست ہرگز ہرگز اپنے ہاں کے مسلمہ معیار کا استعمال جائز نہیں رکھتے۔ دراصل بائیبل کا مقرر کردہ معیار ایک آسمانی گواہی ہے جو کاذب کی ہلاکت اور صادق کی نصرت کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ سے

یہی الٰہی قانون چلا آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے قول کے ساتھ اس کا فعل ضرور ہوتا ہے پس صادق کے الہامات کی شہادت کے لیئے خدائے تعالیٰ کی نصرت آتی اور اُس کے دشمن مغلوب و مغضوب ہوتے اور وہ غالب اور مُنعم علیہ ہوتا ہے۔ یرمیاہ نبی کی کتاب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے " دیکھ میَں اُن کا مخالف ہوں خداوند کہتا ہے جو جھوٹے خوابوں کو نبوت سے کہتے ہیں۔ اور اُنہیں بیان کرتے ہیں اور اپنی جھوٹی باتوں سے اور شیخیوں سے میرے لوگوں کو بہکاتے ہیں لیکن مَیں نے اُنہیں نہیں بھیجا نہ اُنہیں حکم دیا" باب ۲۳ درس ۳۲

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ جھوٹے نبیوں کا مخالف ہے اور اُنکو جلد ہی تباہ کر دیتا ہے وہ سچے نبیوں کے ساتھ ہوتا ہے اُنکی نُصرت فرماتا ہے اور اُنکے مخالفین کو ہلاک کر دیتا ہے لاریب یہ اللہ تعالیٰ کی خاص شہادت ہوتی اور اس شہادت کے ذریعہ سے وہ صدق اور کذب میں فرق کرتا اور جھوٹے کو جھوٹا اور صادق کو صادق ثابت کرتا ہے۔ قرآن کریم اس الٰہی شہادت کی طرف متواتر توجہ دلاتا ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں خود خدائے تعالیٰ کے فعل کو پیش کرتا ہے چنانچہ ہم اپنے ناظرین کی آگہی کے لیئے ذیل میں چند ایک آیات کریمہ درج کرتے ہیں۔

ا۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَ اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝ یعنی کیا یہ کہتے ہیں کہ اس (نبی) نے یہ (قرآن مجید) بطور افترار کے بنالیا ہے تو کہہ کہ اگر میَں نے یہ کتاب بطور افترار کے بنائی ہے تو اس جرم کی سزا مجھے ملیگی اور میَں تمھارے جرموں سے بری ہوں (سورہ ہود)

ب۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (سورہ العنکبوت پارہ ۲۱) یعنی کون ظالم ہے اُس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔

ج۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ۝ (بنی اسرائیل) کہ میرے اور تمھارے درمیان اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔ وہ اپنے بندوں سے خوب خبردار اور انکے حالات کو خوب دیکھنے والا ہے (سو وہ صادق کی تائید کر کے اور کاذبوں کو ہلاک کر کے اپنی گواہی دے گا کہ سچّا کون ہے اور جھوٹا کون)

د - وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ ۝ یعنی مت غمگین ہو اوپر انکے اور ان کی تدبیروں سے تو تنگدل نہ ہو تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جو محسن ہیں (سورہ نحل پارہ ١٤)

ر - رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝ یعنی اے پروردگار ہمارے حکم کر درمیان ہمارے اور درمیان قوم ہماری کے ساتھ حق کے اور تو بہتر حکم کرنے والا ہے (اعراف پارہ ٩)

س - قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنْظِرُونِ ۝ إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ۝ یعنی کہ بلاؤ تم شریکوں اپنے کو پھر جنگ کرو مجھ سے پس مت ڈھیل دو مجھکو۔ تحقیق میرا دوست اللہ ہے۔ جس نے یہ کتاب اتاری ہے اور وہ صالحین سے دوستی کرتا ہے (سورہ اعراف پارہ ٩)

ک - وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا (سورۃ الفتح پارہ ٢٦) یعنی اور اللہ تعالیٰ تیری زبردست مدد کرے گا۔

ل - كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ (سورۃ المجادلہ پارہ ٢٨) (ترجمہ) لکھ رکھا ہے خدا نے البتہ غالب آوں گا میں اور پیغمبر میرے تحقیق اللہ غالب ہے عزت والا۔

م - إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (سورہ مومن پارہ ٢٤) ترجمہ تحقیق ہم البتہ مدد دیتے ہیں پیغمبروں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے بیچ زندگانی دنیا کے اور اس دن کہ کھڑے ہوں گے گواہی دینے والے۔

و - وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ - إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۝ (سورہ والصّٰفّٰت پارہ ٢٣) ترجمہ اور تحقیق پہلے گذری ہے بات ہماری واسطے بندوں ہمارے پیغمبروں کے۔ تحقیق وہی ہیں مدد دیئے گئے۔

ی - اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ (سورہ الزمر پارہ ۲۴) ترجمہ کیا نہیں اللہ تعالیٰ کفایت کرنے والا بندے اپنے کو۔

قرآن کریم میں ایسی آیات بکثرت ہیں اور یہی وہ آیات کریمہ ہیں جن کی طرف مسیحی پادری مطلق توجہ نہیں فرماتے انکی اس عدم توجہگی کی وجہ یہ ہے کہ ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر وہ دلائل دیئے گئے ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کی صداقت کیلئے ہمیشہ سے پیش ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور ان آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے صادق نبی تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکی اسی طرح بلکہ بڑھ چڑھ کر نصرت فرمائی جیساکہ عہد عتیق کے انبیاء کی نصرت و تائید فرمائی گئی تھی - اب ہمارے مسیحی مہربان ان آیات کی طرف توجہ فرمائیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالیٰ کا راستباز رسول ماننا پڑتا ہے کیونکہ اگر ان آیات کی دلائل کا انکار کریں تو ان کو خود اپنے ہاں کے مسلمات سے روگردانی کرنی پڑتی ہے اور کتاب اقدس کو جھوٹا ماننا لازم آتا ہے مسیحی دوستو! جس قدر آپ تجاہل عارفانہ سے کام لیکر حق کو چھپاتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ آپکا راز طشت از بام ہو اسی قدر ہمارے دل میں حق کا جوش ہے۔ سنئے صاحب! ہم ایک اور پتہ کی بات کہتے ہیں اور وہ عہد عتیق کے اس عظیم الشان نبی کا الہام ہے جو اسرائیلی شریعت کا لانیوالا اور یہود و نصاریٰ کا مسلمہ صادق نبی ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ ایک اور معیار پیش کرتے ہیں اس کے رو سے بھی آپکو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا قائل ہونا پڑے گا ملاحظہ ہو استثنا باب ۱۸ - ورس ۲۱ و ۲۲ "اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تو اس سے مت ڈر"۔ خداوند کے اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی مدعی نبوت کی پیشگوئیاں صریح جھوٹی نکلیں تو ایسا نبی کاذب اور جھوٹا ہے لیکن اگر اس کی پیشگوئیاں درست ثابت ہوں تو وہ سچا نبی ہے پس معیار ہذا کے مطابق بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے راستباز نبی ثابت ہوتے ہیں۔

رسالہ ہذا کی گذشتہ اشاعت میں ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ قرآن کریم میں جسقدر انبیاء و امم سلف کے واقعات بیان ہوئے ہیں وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں تھیں اور یہ پیشگوئیاں ایسے وقت میں شائع کی گئی تھیں جبکہ اُن کا پُورا ہونا واہمہ میں بھی نہ آسکتا تھا بلکہ برعکس اس کے حالات اس امر پر دال تھے کہ یہ پیشگوئیاں صحیح نہیں نکلیں گی۔ لیکن انجام کار اپنے وقت پر پُہنچکر یہ سب باتیں پوری ہوئیں اُن کا پورا ہونا ہی اس بات کا ثبوت تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے راستباز مُلہم اور قرآن مجید خدائے تعالیٰ کی مقدس وحی ہے۔ لہٰذا باب استثنا کے اس دوسرے معیار کے مطابق بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے صادق رسول ثابت ہوتے ہیں۔

معزز ناظرین! جن پیشگوئیوں کا ہم گذشتہ اشاعت میں ذکر کر چکے ہیں وہ تاریخی واقعات تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئیندہ واقعات زندگی کے ساتھ مماثلت اور مناسبت تھی اگرچہ ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک بڑا ثبوت تھا تاہم اس ثبوت کی مزید تائید کے لیئے ہم یہ بتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ان تمثیلی پیشگوئیوں کے علاوہ کُھلی کُھلی پیشگوئیاں بھی تھیں جو اسی طرح صفائی کے ساتھ پوری ہوئیں جس طرح پہلی پیشگوئیاں پوری ہوئی تھیں۔ گو اس قسم کی پیشگوئیوں کی ایک بڑی تعداد اپنے مضمون اشاعت اسلام میں بعنوان "ایک عظیم الشان معجزہ" پہلے درج کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو ریویو نمبرہ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

تاہم اس نوع کی چند ایک پیشگوئیاں ہم یہاں بھی درج کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ وہ کیسی زبردست اور کُھلی کُھلی پیشگوئیاں تھیں جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اعلان فرمایا اور پھر وہ پیشگوئیاں پوری بھی کیسی کامل اور بیّن صفائی سے ہوئیں۔ لیکن ان پیشگوئیوں کے اندراج سے قبل ہم آپکی توجہ اُن آیات کی طرف منعطف کراتے ہیں جن کا حوالہ ہم ابھی دے چکے ہیں ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکی نصرت۔

حفاظت اور کامیابی کا وعدہ فرمایا تھا کیا کوئی شخص خواہ وہ عیسائی ہی کیوں نہ ہو اس حق سے انکار کر سکتا ہے کہ آخر خدائے تعالیٰ نے یہ موعودہ نصرت۔ حفاظت اور کامیابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائی۔ اور اپنے وعدوں کا ایفا کیا۔ پس یہ آیات بجائے خود پیشگوئیاں تھیں اور ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رکھا۔ آپکی نصرت کی اور آخر عظیم الشان کامیابی عنایت فرمائی علاوہ ازیں ذیل میں چند ایک اور پیشگوئیاں دیجاتی ہیں۔

ا۔ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کمزور اور بے کس تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مفصلہ ذیل وحی سے تسلی دی۔ فرمایا

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (سورۃ الضحیٰ پارہ ۳۰) ترجمہ نہیں چھوڑ دیا تجھ کو رب تیرے نے اور نہ ناخوش رکھا۔ اور البتہ تیری پچھلی حالت تیری پہلی حالت سے اچھی ہوگی

ب۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ترجمہ۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیئے کافی نہیں۔ سورہ الزمر پارہ ۲۳

ج۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ یعنی تیری موجودہ تنگی کے بعد آسانی کے دن آنے والے ہیں۔ سورہ الانشراح پارہ ۳۰۔

د۔ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (ابراہیم - ۷) ترجمہ پس ہرگز مت گمان کر کہ اللہ تعالیٰ اُن وعدوں کا خلاف کرے گا جو وہ اپنے رسولوں کے ساتھ کرتا ہے۔ تحقیق اللہ غالب اور (رسولوں کے دشمنوں سے) انتقام لینے والا ہے۔

۲۔ جب مکہ میں مسلمانوں کو ہر طرف سے ایذا دی جا رہی تھی۔ اور محض خدا تعالےٰ کو ایک ماننے کے جرم میں اُنپر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے تھے اُس وقت خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ اگر وہ ہجرت کریں گے اور خدائے تعالیٰ کے لیئے اپنے

عزیز وطن کو خیرباد کہیں گے تو اُن کو اس ورلی دنیا اور آخرت میں بہتر انعام اور برکتیں دیجائیں گی دنیا کے انعامات تو تاریخ بتلاتی ہے عقبیٰ کا اندازہ اربعہ متناسبہ کے قاعدہ سے لگایا جا سکتا ہے بہرحال ایسے اڑے وقت میں اللہ تعالےٰ نے مظلوم مُٹھی بھر مسلمانوں کو جن کے خوش آئند مستقبل کی کوئی دنیوی آنکھ ہرگز پیشگوئی نہ کر سکتی تھی بدیں الفاظ تسلی دی اور فرمایا

۱۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۚ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (نحل۔ رکوع ۶)

جو لوگ دُشمنوں کے ظلموں سے ستایا جا کر خدا کی راہ میں ہجرت کرینگے اللہ تعالیٰ انکو اسی دُنیا میں اچھی جگہ دے گا اور آخرۃ کا اجر اس سے بھی بڑھ کر ہے کاشکہ وہ جانتے۔ یعنی وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

ب۔ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرتا ہے وہ زمین میں فراخ جگہ اور کشادگی پا دے گا جسکو دُشمن دیکھکر جلیں گے۔ (نساء۔ ع ۱۴)

۳۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالیٰ سے خبر پاکر یہ اعلان کیا تھا کہ آپ کا مذہب غالب آئیگا اور تمام ادیان باطلہ مغلوب ہوکر ملیامیٹ ہوجائیں گے۔ یہ پیشگوئی ایسے وقت کی گئی تھی جب اسلام ایک نوزائیدہ بچہ تھا اور باوجود اس صغرسنی کے دنیا کا ہر فرد بشر اس کا دُشمن اور جانی دشمن تھا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ جہاں موقع پائے جھٹ اس کا گلا گھونٹ دے ایسے وقت خدائے تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ یہ بچہ جوان ہوگا سب پر غالب آئیگا راستی کا بول بالا اور جھوٹ کا مُنہ کالا ہوگا چنانچہ اس طرح ارشاد باری ہوا۔

۱۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل - ۹) اور کہہ دے کہ اب حق آگیا ہے اور اس حق کے آنے سے باطل نابود ہوجائیگا

تحقیق باطل گم ہونے والا ہے۔

ب۔ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (انبیاء ع ۲) بلکہ ہم حق کو باطل کے اوپر پھینکیں گے پس حق باطل کا سر توڑ دیگا اور باطل فنا ہو جائے گا۔

ج۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ٥ (صف۔ ع) (دشمن) چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں اللہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ کافر اس کو بُرا منائیں۔

۴۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ میں ہی تھے آپ ہر طرح بے کس بے بس اور آپ کے دشمن ہر طرح زبردست و طاقتور تھے اُسوقت ہی اللہ تعالیٰ نے آپکو تسکین دی اور آپکے دشمنوں کو آپکی زبان سے چیلنج دلایا کہ وہ اپنی کوششوں اور منصوبوں میں ذرا بھی کمی کریں اور پورے زور سے مخالفت کریں لیکن یاد رکھیں کہ جس پودے کو وہ اپنی دشمنی کے تبر سے کاٹنا چاہتے ہیں وہ چٹان سے بھی زیادہ سخت ہے اُسے کاٹنے کی کوشش فضول ہو گی وہ پھولیگا پھلیگا اور نخل بار ور ہوگا کیونکہ اُس کا نگران اور مالی خود خدائے زبردست اور قہار ہے۔ ناظرین! آپ ذیل کی آیات کو ملاحظہ فرمائیں۔

ا) قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ٥ (انعام۔ ۱۶) ترجمہ (اے نبی) تو کہہ کہ اے میری قوم جہانتک تم سے ہو سکتا ہے تم (میری مخالفت میں) کوشش کرو۔ میں بھی اپنے کام میں لگا رہوں گا۔ پس تمھیں عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ اس گھر کا انجام کس کے لیئے ہے (یعنی انجام کار کون کامیاب ہوتا ہے) تحقیق ظالم بامراد نہیں ہوتے۔

(ب) أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُنْتَصِرٌ ٥ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ٥ (قمر۔ ۳) کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں۔ عنقریب ان کی جماعت شکست

الدلیل

کھائیگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی۔

(ج) وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ٥ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ٥ (مریم - ۴)

اور جب انپر ہمارے نشان پڑھے جاتے ہیں تو کافر مومنوں کو کہتے ہیں کہ دونوں فریق میں سے کون زیادہ اچھی حیثیت رکھتا ہے اور کس کی جماعت بہتر ہے۔ (انکو اپنے جتھے اور اپنے عزّ و جاہ پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے) ہم نے اُن سے پہلے کئی ایسی سنگتوں کو ہلاک کیا ہے جو اپنے ساز و سامان اور اپنے نمود میں ان سے بڑھے ہوئے تھے۔

(د) حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ٥ (جن - ۲) یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو کہ وعدہ دیئے جاتے ہیں اُس وقت اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ کون اپنے مددگاروں کے لحاظ سے کمزور ہے اور کس کا جتھا تھوڑا ہے۔

ہمارے ناظرین اس بات کو ضرور یاد رکھیں کہ مذکورہ بالا آیات کا نزول مکّہ میں ہوا اور ایسے وقت ہوا جب مسلمان نہایت ہی کمزور اور بے پر تھے اور اُنکے دشمن طاقت کے پورے عروج پر تھے جیسا کہ خود ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے

۵ - جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں تھے اور دشمن بھی ایسے جو ہر وقت آپ کے خون کے پیاسے تھے اُسوقت عالم الغیب خدا نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ اُس کا طاقتور ہاتھ آپ کے ساتھ ہوگا اور آپ کے وجود باجود کو دشمنوں کی قاتلانہ تدابیر کے اثر سے محفوظ رکھا جائیگا اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ مفصلہ ذیل الفاظ میں نازل ہوا تھا۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ - ۱۰)

اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اُتارا گیا ہے وہ تو پہنچا دے اور اگر

تُو نے ایسا نہ کیا تو پھر تُو نے اپنی رسالت کو نہیں پہنچایا (اور لوگوں کی عداوت اور اپنی جان کا خوف تجھے تبلیغ کے کام میں نہ روکے کیونکہ) اللہ تعالیٰ لوگوں سے تجھے بچائے رکھے گا۔

یہاں پر یہ یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نہ صرف میدان جنگ میں۔ جہاں کہ دشمنوں کے حملوں کا نشانہ خاص آپ کا وجود ہوتا تھا۔ معرض خطر میں تھی بلکہ ہر وقت آپکی جان ہتھیلی پر رہتی کیونکہ مکّہ اور مدینہ دونوں جگہ کے دشمنوں کا ہمیشہ یہی خیال رہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا جائے تو اسلام کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور اسی خیال کو لیکر اسلام کے دشمنوں نے اکثر اوقات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قتل کے منصوبے کیئے۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے حسب وعدہ ہر موقعہ پر آپ کو محفوظ رکھا اور دشمنوں کو ناکام و نامراد کیا۔ ع وہ سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں؟

۶۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکّہ میں ہی تھے اور آپکے مٹھی بھر جان نثار مرید بُت پرستوں کے ہاتھ سے ہر طرح کے مظالم کا نشانہ بنائے جارہے تھے ایسے نازک وقت میں آپنے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر یہ اعلان کیا کہ بُت پرستوں کا نام و نشان مٹ جائے گا اور اُنکی زمین پر مسلمان قابض ہوجائیں گے چنانچہ جن مکّی آیات میں یہ پیشگوئی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

ا۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ٥ (انبیاء۔۷) اور ہم زبور میں نصیحت کے بعد یہ پہلے سے لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہونگے۔

ب۔ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ٥ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ط (ابراہیم۔۳) ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کریں گے اور اُن کے بعد تمھیں زمین میں آباد کریں گے۔

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کے ماسواء قرآن کریم میں آپ کی وفات کے بعد پیش آنیوالے وقوعات کی بھی پہلے ہی سے خبر دیدی گئی تھی اور فرمایا گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اُسی طرح خلفاء ہونگے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے بعد ہوئے تھے۔ اور یہ کہ ان خلفاء کے ذریعہ سے ایسے خطرات وفتن کا قلع قمع کیا جائیگا جو ایک وقت یہاں تک زور پکڑ جائیں گے کہ اگر کوئی زبردست ہاتھ نہ دیا جائیگا تو خود اسلام کی ہستی معرض خطر میں ہوگی۔ جس آیت کریمہ میں یہ پیشین گوئی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(نور - ۷) اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اُن لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے البتہ اللہ تعالیٰ اُنکو زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے خلیفہ بنایا اُن لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے) اور جو دین اُس نے اُن کے لیئے پسند کیا ہے اُسے اُن کے لیئے قائم کرے گا اور خوف کے پیدا ہونے کے بعد پھر اُنہیں امن دیگا۔ وہ میری ہی عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے اور جو اس کے بعد کفر کریں گے وہ فاسق ہونگے۔

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین حیات میں ہی اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت یہ بتلایا تھا کہ اگرچہ مسلمانوں پر ایک وقت سخت ابتلا آئیگا لیکن خدائے تعالیٰ اُن کی دستگیری فرمائیگا اور ڈگمگاہٹ کے بعد دوبارہ اُن کو مضبوط اور با استقلال بنائیگا اسلام پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ کی طرح آپ کے جانشینوں کے ماتحت بھی ویسے ہی پھولے پھلیگا اور ترقی کرے گا۔

۸- کلام پاک قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں اس کی ابد الآباد تک حفاظت کروں گا اور اس کتاب کا وہ حال نہ ہوگا جو دوسری کتب سماوی کا ہوا ہے چنانچہ فرمایا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر - ۱) ہم ہی نے یہ قرآن مجید (جو اُس تعلیم کو یاد دلانے والا ہے جو انسان کی فطرت میں مرکوز ہے) نازل کیا ہے

اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

۹۔ جب ایرانی بت پرستوں نے رومیوں کو جو اہل کتاب تھے شکست دی تو مکہ کے بت پرست بہت خوش ہوئے اور ایرانیوں کی فتح کو اپنی کامیابی کا ایک مبارک فال سمجھا اُس وقت خدا تعالیٰ کا جو کلام بطور پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا وہ حسب ذیل ہے۔

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِہِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۝ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰہِ ۭ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَاۗءُ ۭ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝

رومی قریب کی زمین میں مغلوب ہو چکے ہیں۔ مگر وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب کئی ایک برس میں پھر غالب ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے حکم پہلے سے بھی اور پیچھے سے بھی اور اُس دن مومن بھی نصرت الٰہی کے ساتھ خوش ہونگے۔

اس آیت کریمہ میں دو پیشگوئیاں ہیں اوّل تو یہ ہے کہ رومی جو کہ اہل کتاب تھے وہ آخر فتحیاب ہو کر رہیں گے اور دوئم یہ کہ مسلمان بھی رومیوں کی فتح کے دن خدائے تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید سے متمتع ہونگے۔ چنانچہ جس دن رومیوں کی فتح کی خبر آئی اُس دن مسلمان بدر کی فتح پر خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کر رہے تھے۔

ناظرین! تاریخ کے صفحات اس امر کے شاہد ہیں کہ یہ سب پیشگوئیاں نہایت صفائی سے پوری ہو کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بیکس کمزور مسلمانوں کو طاقتور اور حکمران جماعت بنایا۔ بت پرستی کا نام نشان مٹا اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا سنہرا پرچم کعبہ کی چھت پر لہرانے لگا۔ جس کتاب کی حفاظت کا اُس نے وعدہ کیا تھا وہ برابر ہزاروں حفاظ کے سینوں میں محفوظ چلی آتی ہے اور واحد اس کتاب کو کامل حفاظت کی یہ خصوصیت حاصل ہے۔

پیارو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اعلان برسوں پہلے کیا آخر وہ لفظ بہ لفظ پورا ہوا پس استثنا کے معیار کے بموجب وہ خدائے تعالیٰ کے راستباز اور صادق رسول ٹھہرے اگر مسیحی متعصب اب بھی نہ مانیں تو ہم کہیں گے۔ ؎

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا ؛ اب بھی اگر نہ مانو تو منوائیگا خدا

ہم خیال کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا پیشگوئیاں ہی ہمارے دعاوی کے ثبوت کیلئے کافی ہیں اور اگرچہ قرآن کریم میں ایسی پیشگوئیاں اس کثرت سے ہیں کہ ابھی ایک اور بڑی تعداد کا حوالہ دیا جا سکتا تھا۔ لیکن طوالت کا خوف مجھے مجبور کرتا ہے کہ محولہ بالا حوالجات پر ہی اکتفا کروں

واضح رہے کہ قرآن کریم کی پیشگوئیاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ہی محدود نہیں بلکہ انہیں ایسے واقعات بھی بتلائے گئے ہیں جن کا تعلق آئندہ نسلوں سے تھا اور جو اس زمانہ تک برابر پورے ہوتے چلے آئے ہیں۔ غرض جو پیشگوئیاں ہم نے بیان کی ہیں وہ ہمارے اس مدعا کو خوب ثابت کرتی ہیں کہ توریت کے دوئم معیار کی رو سے بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے صادق اور راستباز نبی ثابت ہوتے ہیں۔ ان پیشگوئیوں میں جو بات قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ جب ان پیشگوئیوں کا اعلان ہوا تو حالات ہرگز ہرگز اس بات کو خیال میں لانے کے بھی متقاضی نہ تھے کہ کبھی آمنہ کا یتیم و مسکین بے زر بے پر بیٹا اس عروج پر پہنچیگا جس کا اُسے وعدہ دیا جاتا ہے مگر آخر ہوا وہی جو برسوں پہلے شائع کیا گیا تھا اس لیئے اگر استثنا باب ۱۸ اور س ۲۱ و ۲۲ کی عبارت صحیح اور سچی ہے اور مسیحی صاحبان اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں تو اُنکو لازم ہے کہ جسطرح عہد عتیق کے الہامات کو خدا کا کلام مانتے ہیں اور عہد عتیق کے انبیاءؑ کو سچے رسول جانتے ہیں اسی طرح قرآن کریم کو بھی اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا رسول یقین کریں۔

عیسائی دوستو! آپ تثلیث کے قائل اور تین کے عدد سے خاص محبت رکھتے ہیں اس لیئے آپکی خاطر پہلے دو معیاروں کے علاوہ ایک اور تیسرا معیار بھی پیش کرتے ہیں۔ اسکی رو سے بھی آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ عرب میں مبعوث ہونیوالا نبی واقعی "وہ نبی" تھا جسے راستی کی روح اور کونے کا پتھر کہا گیا ہے۔ دیکھیئے عہد عتیق کی پانچویں کتاب یعنی استثنا باب ۱۸ ورس ۱۸-۱۹ میں لکھا ہے کہ "میں اُنکے لیئے اُنکے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سُنیگا تو میں اُس کا حساب اُس سے لوں گا"

اللہ اللہ کس صفائی سے بتایا گیا ہے کہ اسمٰعیل کے بھائیوں میں پیدا ہونیوالے نبی کے دشمن

خدائے تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہونگے اور اُن سے جواب طلبی کیجائیگی۔ اگر مسیحی صاحبان کو ذرا بھی حق کا پاس ہوتا تو وہ ہرگز ہرگز آنحضرت صلعم کی نسبت زبان درازی نہ کرتے۔

دوستو! اگر سورج پر خاک ڈالکر اُسے دُنیا کی آنکھ سے چھپایا جاسکتا ہے تو ممکن ہے کہ یہ امر بھی پوشیدہ رہ سکے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام دشمن آپکی آنکھوں کے سامنے ہلاک وتباہ ہوئے اُن کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ لیکن نہ سورج چھپایا جاسکتا ہے نہ اس حق سے انکار ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے اللہ تعالیٰ نے خوب حساب لیا۔ اگر قرآن کریم اسلام کے دشمنوں کی بربادی وتباہی کی پیشگوئیاں نہ بھی کرتا اور وہاں اشارتاً یا کنایتاً بھی اُن کا ذکر نہ ہوتا تو بھی واقعات صحیحہ اور بائیبل کے اس تیسرے معیار کے مطابق مسیحی لوگوں کو مناسب تھا کہ پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق دل سے ایمان لاتے اور اپنی مسلمہ سچائیوں کو پس پُشت نہ ڈالتے۔ لیکن قرآن جس طرح خدا کی کامل کتاب ہے اسی طرح اس میں راستی کی تائید کے لیئے ہر بات بوضاحت بیان کی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا قابل عبرت انجام بڑی صراحت سے ظاہر کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی تباہی وبربادی کے متعلق جو پیشگوئیاں قرآن کریم میں ہیں وہ آغاز اسلام اور آغاز مخالفت کے وقت کی گئی تھیں ایسی پیشگوئیاں تو قرآن کریم میں بکثرت ہیں لیکن ہم صرف چند ایک آیتیں ذیل میں درج کرتے ہیں۔

ا۔ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ۝ مجرموں (یعنی دشمنانِ اسلام) کو اُنکی بد تدبیروں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت اور سخت عذاب پہنچیگا (انعام - ۱۵)

ب۔ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَآتٍ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ۝ جس (عذاب) کا وعدہ تمھیں دیا جاتا ہے وہ ضرور آنے والا ہے اور تم عاجز کرنیوالے نہیں ہو۔ (انعام)

ج۔ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ (اعراف - ۲۳) اور جن لوگوں نے ہماری نشانوں کو جھٹلایا ہم اُن کو درجہ بدرجہ عذاب کی طرف کھینچیں گے ایسے طریق سے کہ وہ

نہیں جانتے اور (اگرچہ) میں انکو ڈھیل دے رہا ہوں میرا جنگ بڑا مضبوط ہے۔

د۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ (فرقان۔ ۶) پس تحقیق تم نے (اس نبی) کو جھٹلایا ہے پس البتہ ہوگا وبال اُس کا لگ جانیوالا۔

س۔ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝ اور اے میری قوم جہانتک تم سے ہوسکتا ہے تم (میری مخالفت میں) زور لگا لو۔ میں بھی اپنے کام میں لگا رہوں گا اور عنقریب تمھیں معلوم ہوجائیگا کہ کس کو رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹا ہے تم منتظر رہو۔ میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (ہود۔ ۸)

حاصل کلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ایسی بیّن اور اظہر من الشمس ہے کہ جس سے کوئی ذی فہم انسان تو قطعًا انکار نہیں کر سکتا۔

عیسائی دوستو! ایکدفعہ اور ہم تمھیں اُن سچائیوں کا واسطہ دیتے ہیں جنپر تم زبان سے ایمان لائے ہو۔ دیکھو خدائے تعالیٰ نے آپکو ضمیر دیا ہے اور ضمیر کی آواز گو دھیمی ہو لیکن راستی کی حامی ضرور ہوتی ہے پیارو! اللہ سے ڈرو اُس کی پُرسِش اور اُس کے حساب لینے سے خوف کرو۔ اور سنو! ہاں کان کھولکر سنو!! اور دیکھو! ہاں آنکھیں کھولکر دیکھو!! ہم کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی جانچ کے لیئے آپ اپنی کتابوں میں سے سچے نبی کی شناخت کا کوئی سا معیار نکالیں اور پھر اُس معیار پر ہمارے مقدس نبیؐ کی جانچ کریں ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ اگر آپ حق کی تلاش کے لیئے ایسا کریں گے تو یقیناً آپ کو تسلی دینے والا ملجائیگا اور آپکے قلب میں ایک طمانیت ہوگی اور اس کے بعد آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور راستباز اور صادق نبی مانیں گے۔ اگر آپ خود کوئی ایسا معیار نکالنے سے قاصر ہیں تو جن کا ہم نے حوالہ دیا ہے خدارا اُنپر ہی غور کریں۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کریں تو اپنی مقدس کتابوں کو پہلے جواب دیدیں۔ غضب ہے کہ خداوند تو حضرت

موسیٰ علیہ السلام سے تھا کہ جو میرے نام سے ایک لفظ بھی جھوٹ موٹ بنائیگا میں اُسے تباہ اور
ہلاک کرونگا لیکن آپ وہی مرغی کی ایک ٹانگ والی مثال پر عمل کر کے خدا کے قول کے خلاف برابر
یہی کہے جاتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ ایک پوری کی پوری جھوٹی کتاب
بنائی اور پھر دنیا سے کامیاب اور فاتح و منصور ہو کر رخصت بھی ہوئے۔ ہم آپ سے یہ پوچھتے
ہیں کہ اگر وہ سچے نبی نہیں تھے اور قرآن انکی اپنی بناوٹ ہے خدا کا کہا ہوا نہیں تو وہ کیوں توریت
کے معیار کے مطابق ہلاک نہ ہوئے؟ کیوں وہ برابر ترقی کرتے گئے اور آخر سچے رسولوں کی طرح
کامیاب و بامراد ہو کر اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے؟ اگر باوجود جھوٹا ہونے اور خدا کی نہ کہی ہوئی
بات کہنے کے کوئی شخص بامراد و منصور ہو سکتا ہے تو پھر آپ بائیبل کو جس میں صاف لکھا ہے
کہ جھوٹا نبی غضب الٰہی کا مورد ہوتا ہے۔ کیوں ایک منسوخ کتاب سمجھکر چراغ کی نذر نہیں کرتے۔

بائیبل کے واعظو! مسیح کے پرستارو!! خدا کی بادشاہت کے وارث ہونیکے مدعیو!!! تم خواہ پوپ کے
غلام ہو یا لیوتھر اور کالون کے پیرو ہم تم سب کو ایک خدا لگتی اور نہایت سچی بات کہتے ہیں یونہی
نہیں بلکہ دلائل کے ساتھ ثابت کرنیکے بعد تمھارے گوش گذار کرتے ہیں کہ اگر وہ کتاب جسے مسلمان
خدا کا کلام سمجھتے ہیں اور جو دنیا میں ایک بے نظیر تبدیلی پیدا کر چکی ہے جسکی تمام پیشگوئیاں سچی نکلیں
اور آجتک برابر نکل رہی ہیں اور اگر وہ نبی جس کے ہر قول کے ساتھ ہمیشہ خدائے تعالیٰ کا فعل
اور نصرت رہی اور جو ہر جگہ فاتح اور کامیاب اور ہر مقام پر مظفر و منصور رہا تمھارے خیال میں جھوٹا
ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ آپکی بائیبل جسے آپ بغل میں دبا کر خدا کا کلام خدا کا کلام پکارا کرتے ہیں
بلا شک وشبہ کاسر صلیب کے اس مصرع کی مصداق ہے ع اُسکی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا ۔

ضروری اطلاع :- چونکہ مولوی غلام امام عزیز الواعظین سکرٹری انجمن احمدیہ منی پور ملک آسام
انجمن کے کام میں دلچسپی اور کوشش سے کام لیتے ہیں۔ اور بہت مخلص ہیں۔ اس لیئے آسام کی دیگر
انجمنوں اور احباب کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف سے ملکر کام کیا کریں۔
اور دلچسپی حاصل کر کے مشکور فرماویں۔ اور کہ وہ اپنے چندے انجمن احمدیہ منی پور آسام کی وساطت
سے یہاں بھجوائیں اس کا یہ بھی فائدہ ہوگا کہ باہم تعلقات بڑھیں گے۔ محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

ماہوار رپورٹ

تعلیم الاسلام ہائی سکول :- ایثار ہر ایک قسم کی ترقی کی جڑھ ہے۔ یہی وہ اصل الاصول تھا جس کی تعلیم پاکر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں دین کی راہ میں قربان کر دیں۔ اور ان قربانیوں پر وہ نتائج مترتب ہوئے جو ابتک ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رہے ہیں۔ عرب کے اُمّی لوگوں۔ ریگستان کے رہنے والی ایک قوم۔ نے جو دنیا کے مہذب ممالک کے تمدن و تہذیب سے بہت دُور پڑے ہوئے تھے۔ جو کارہائے نمایاں دنیا میں کر دکھائے۔ وہ اس قربانی کی بدولت ہی تھے جس کی سچی تڑپ ایک مزکّی معلّم نے ان کے دلوں میں پیدا کردی تھی۔ یہ اس مسلمان قوم کی بنیادی اینٹیں تھیں۔ اور اگر یہ بنیاد ایسی مضبوط اور محکم نہ رکھی گئی ہوتی تو یہ قوم کبھی کی فنا ہو گئی ہوتی۔ اور مخالفت کی تند ہواؤں اور طوفانوں نے اس کو کبھی کا بیخ و بُن سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہوتا۔ مگر نہیں جس عمارت کے کونے کا پتھر ساری نبوتوں کا موعود نبی تھا اور جس کی بنیادی اینٹیں وہ قدوسی تھے جو ایک کامل مزکّی کے ہاتھ سے پختہ ہو چکے تھے اسکو دنیا اور دنیا کے لوگ ہلا نہ سکتے تھے۔ مگر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی بعد یہ روح کم ہوتی چلی گئی۔ یہانتک کہ اس آخری زمانہ میں یہ پتہ بھی نہیں لگ سکتا کہ یہ مسلمان انہی لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں جنہوں نے وہ پہلے نمونے دکھائے تھے۔ مگر وہ خدائے علیم جس نے اس عمارت کی بنیاد ایسی محکم رکھی تھی اس نے ہی یہ بھی مقرر کر رکھا تھا کہ اس زمانہ میں پھر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر مسلمانوں سے پھر وہ پاک وعدہ لے جو اُنکی ساری ترقیوں کا راز تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ خدا کے فضل سے اس ایثار کے روح کے نمونے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں اس وقت بھی پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تعلیم کے نیچے احمدی قوم اسی راہ پر قدم مار رہی ہے۔ جناب مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی نے حال میں ہی ایک سچی قربانی کا نمونہ

دکھایا ہے۔ جناب مولوی صاحب موصوف لاہور ٹریننگ کالج کے پروفیسروں کے
سٹاف میں کام کرتے تھے۔ فنِ تعلیم میں ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص ملکہ عطا فرمایا
ہے اور جہاں کہیں وہ اپنی گورنمنٹ سروس میں رہے ہیں قابل تعریف کام کرکے دکھایا
ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ایک دو مرتبہ یہ کوشش کی گئی تھی کہ
مولوی صاحب موصوف کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری پر بلایا جاوے مگر بعض
وجوہات جو زیادہ تر امور خانگی سے پیدا ہوئیں اس کوشش کے پورا ہونے میں مانع رہیں
آخر اپریل ۱۹۰۹ء میں مولوی صدرالدین صاحب اپنے بعض احباب اور صدر انجمن احمدیہ
کی تحریک پر سوا سال کی رخصت لے کر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری پر تشریف
لائے۔ اس رخصت کے اختتام پر ایک سال کی اور رخصت ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم
نے منظور کی۔ مگر اس سے زیادہ توسیع رخصت منظور نہ کی۔ اس دوسرے سال میں
یہ کوشش کی گئی کہ گورنمنٹ مولوی صاحب کو سرکاری ملازمت میں ہی رکھکر انکی خدمات
صدر انجمن احمدیہ کو منتقل کر دے مگر اس کا آخری فیصلہ بعض قواعد کی روک کی وجہ سے یہ ہوا
کہ مولوی صدرالدین صاحب کی خدمات منتقل نہیں ہو سکتیں۔ پس اب دو ہی صورتیں
رہ گئی تھیں یا مولوی صدرالدین صاحب اپنی رخصت کے اختتام پر واپس چلے جاتے
یا سرکاری ملازمت کو چھوڑ دیتے۔ اس کا فیصلہ انہوں نے خلیفۃ المسیحؑ نے انہیں خانگی
رکاوٹوں کی وجہ سے یہ فرمایا کہ اگر مولوی صاحب شرح صدر سے ان رکاوٹوں کی پروا نہیں
کرتے اور وہ رکاوٹیں انکے لئے کسی وقت باعث ابتلا نہ ہوں تو وہ سرکاری ملازمت کو ترک
کر دیں۔ ورنہ نہیں۔ اسپر جناب مولوی صدرالدین صاحب نے شرح صدر سے ان تمام
روکوں کو جو دنیوی رنگ کی تھیں دین کی خاطر قربان کر دیا۔ اب جبکہ وہ یہ قربانی کر چکے
ہیں تو میرا یہ ذکر کرنا بے فائدہ ہے کہ محکمہ تعلیم میں وہ کس قدر ترقی کر سکتے تھے۔ سال
گذشتہ میں انسپکٹر صاحب مدارس نے سالانہ معاینہ کے وقت خود مجھ سے گفتگو کرتے
ہوئے جناب مولوی صاحب کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ وہ بہترین ہیڈ ماسٹروں میں سے ہیں
جو کسی عمدہ سے عمدہ سکول کی ہیڈ ماسٹری کر سکتے ہیں۔ خود ہمارے ہائی سکول میں ہم

دیکھتے ہیں کہ انکی نگرانی کے نیچے سکول کس طرح ترقی کر رہا ہے۔ اس کے متعلق اس موقعہ پر میں اسی قدر ذکر کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ؑ نے عزیز عبدالحی سلمہ ربہٗ کو اس سال بورڈنگ ہوس میں داخل کرنا ہی یہ بتانے کے لیئے کافی ہے کہ بورڈنگ ہوس میں بچوں کی تعلیمی اخلاقی اور دینی نگرانی کس قدر ہوتی ہے حالانکہ اسوقت بورڈنگ ہوس سکول سے کوئی آدھ پون میل کے فاصلہ پر ہے اور وہاں سے خصوصاً گرمی کے موسم میں آنے جانے میں ضرور تکلیف ہوتی ہے پھر یہ بھی یقینی بات ہے کہ کھانے پینے کے متعلق جس قدر آرام بچوں کو اپنے گھروں میں مل سکتا ہے۔ وہ بورڈنگ ہوس میں نہیں مل سکتا مگر ان رکاوٹوں کی آپنے کچھ پروا نہیں کی بلکہ اب تو آپ کا چھوٹا بچہ عبدالسلام جسکی عمر قریباً ساڑھے پانچ سال ہے وہ بھی باہر بورڈنگ ہوس میں ہی اپنے بھائی کے ساتھ رہتا ہے۔ میں اس امر کو احباب کے سامنے خصوصیت سے پیش کرتا ہوں تاکہ وہ اس نمونہ کو اختیار کریں اور اپنے امام کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ میں کسی خاص شخص کو مخاطب نہیں کرتا بلکہ سب بھائیوں کو مخاطب کرتا ہوں کہ انکے بچوں کے لیئے خالص دینی۔ پھر دینی اور دنیوی۔ دونوں قسم کی تعلیم کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت عمدہ انتظام ہے۔ اب وہ کس وقت کی انتظار میں ہیں جب اپنے بچوں کو اس درس گاہ میں تعلیم کے لیئے بھیجیں گے۔ کاش وہ اسوقت کی محبت پر۔ یا بعض فرضی رکاوٹوں پر۔ اپنے بچوں کی آئیندہ کی بہبودی کو ترجیح دیں۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنے بچوں کو ہی یہاں بھیجکر احمدی قوم کے نشو و نما میں معاون بنیں ۔

تعمیر کا کام جہانتک بورڈنگ ہوس کا سوال ہے غالباً تین چار ماہ کے اندر اندر ختم ہو جائے گا مالی مشکلات کے متعلق علیحدہ چٹھیوں کے ذریعہ احباب کو توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر جگہ انجمنیں اور احباب چندہ تعمیر کے بقایوں کو ادا کرنے کی طرف بہت جلد توجہ فرما دیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس چٹھی کا جواب بہت جگہ سے دل خوش کن آیا ہے۔ سب سے پہلے جناب منشی غلام رسول صاحب سب انسپکٹر نے ایک سو روپے کا وعدہ فرمایا ہے جماعت لاہور میں جو تحریک ہوئی ہے اس سے جیسا کہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب سکرٹری انجمن و حکیم محمد حسین صاحب قریشی فنانشل سکرٹری انجمن کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے

امید ہوتی ہے کہ دو ہزار روپے تک وہاں سے آجاوے گا۔ مردان سے کچھ روپیہ آگیا ہے اور کچھ اور بھیجنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ علیٰ ہٰذا پشاور سیالکوٹ وغیرہ مقامات سے اطلاع آئی ہے کہ ہر جگہ کوشش کی جا رہی ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے ہی دعا ہے کہ وہ آپ دلوں میں تحریک کرے کیونکہ اخلاص اور جوش سے جو کام ہوتا ہے وہی بابرکت ہوتا ہے اور اخلاص کا پیدا کرنا محض اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ان دو تین ماہ کے اندر کام کی تکمیل کے لیئے دس ہزار روپے کی ضرورت ہے؛

یتیم فنڈ۔ اس فنڈ میں بھی اس وقت روپیہ ختم ہو چکا ہے۔ چنانچہ گذشتہ ماہ میں کچھ اس نے بقایا رہ گیا تھا۔ اس ماہ میں حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے اس کمی کو دیکھکر ایک سو روپیہ اس فنڈ میں دیا ہے۔ ... ... احباب بھی توجہ فرماویں؛

لنگرخانہ کی جدید عمارت کچے مہمانخانہ کے سامنے تیار ہو رہی ہے۔ گو بارشوں کے قبل از وقت شروع ہو جانے سے کام میں کچھ حرج ہوا ہے مگر امید ہے کہ انشاء اللہ جلد مکمل ہو جاوے گی؛

بھٹہ کا کام عنقریب بند ہونے والا ہے۔ قریب بارہ تیرہ لاکھ اینٹ کے تیار ہو گئی ہے جو ہسپتال وغیرہ دیگر ضروری عمارات کے کام میں آتی رہے گی؛

تعلیم اسلام۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر مہوتسو کا انگریزی ترجمہ جو بصورت کتاب ولایت میں چھپا ہے اس کی تیرہ سو کاپی جہاز پر روانہ ہو چکی ہے۔ اور آج کل کراچی پہنچ جاوے گی۔ مجلد دو سو صفحوں کی کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے اور بہت سا حصہ مفت تقسیم ہوگا یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان کے پاس جو انگریزی سمجھ سکتا ہو اس کی ایک کاپی رہے؛

خاکسار

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

+ حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے جس قدر محنت وصولی چندہ کیلئے اٹھائی ہے وہ بہت ہی قابل قدر ہے انہوں نے ...... ایک ہفتہ کے اندر اندر آٹھ سو روپیہ جمع کر کے بھیجدیا ہے اور اسی قدر روپیہ اگلے ہفتہ میں آجانیکی اُمید ہے اللہ تعالیٰ اس سعی کی انکو جزائے خیر عطا فرمادے اور دوسرے احباب کے دلوں میں بھی ایسی گرمجوشی پیدا کرے۔ قادیان میں بھی حضرت میر ناصر نواب صاحب نے کوشش شروع کر دی ہے۔

ایک معزز شیعہ کے خط کا جواب - حضرت مسیح و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جو اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف سے بھرا ہوا ہے - اور مفت تقسیم کرنے کے لیئے شائع کیا گیا ہے ملنے کا پتہ محمد صدیق احمدی رجمنٹل بازار چھاؤنی میرٹھ -

علمائے خلف - مؤلفہ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق و رسالہ احمدی - تراہا بیرام خان دہلی - میر صاحب موصوف نے وجزاء سیئة سیئة مثلہا پر عمل کرکے اپنے رسالہ احمدی میں مخالفین کی تحریروں کا ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کیا ہے - چنانچہ رسالہ علمائے خلف میں جو رسالہ احمدی کے چند نمبروں کا مجموعہ ہے - مخالفین سلسلہ کے دجل و افتراء کا عموماً اور میاں ثناء اللہ امرتسری کے کذب و افتراء کا خصوصاً خوب قلع قمع کیا گیا ہے - ۱۹۲ صفحہ کی کتاب ہے قیمت ۸/

حضرت مسیح کی آمد ثانی - یسوع اور یسوع کی بھیڑوں کا روحانی نقشہ - مؤلفہ شیخ رحیم بخش صاحب راجپوت نو مسلم واعظ اسلام - چونکہ شیخ صاحب عیسائی سے مسلمان ہوئے تھے انکی تحریرات گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کا اثر رکھتی ہیں - کتاب زیر ریویو کا نفس مضمون تو اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے - یہ بطور سوال و جواب کے تالیف کیگئی ہے - جو انہوں نے اپنی مرحومہ بیوی مسز الفت بیگم سے کیئے تھے - جسکے بعد وہ مسلمان ہوگئیں - رعایتی قیمت ۳/ مؤلف سے مل سکتی ہے - امرتسر - ہاتھی دروازہ - کوچہ قادر لونگڈھ - دفتر راجپوتان

رسالہ کشف الحقیقت - مؤلفہ خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی اسمیں آیت کریمہ یوم یکشف عن ساق کی تفسیر کیگئی ہے اور عام لغات - لغت قرآن و حدیث - تفاسیر اور اشعار عرب کے حوالے سے ایک آریہ کے اس اعتراض کا دفعیہ کیا گیا ہے کہ اس آیت سے خدائے تعالیٰ کی جسمیت ثابت ہوتی ہے - ہمیں اس تفسیر سے پورا اتفاق ہے مگر ہم اس بات کو نوٹ کیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس رسالہ کے آخر میں تشیع کی تعلیم کو بلا ضرورت داخل کردیا گیا ہے اگر یہ رسالہ اس مخفی ملاوٹ سے پاک ہوتا تو بہت اچھا تھا - ۴۴ صفحہ کا رسالہ قیمت ۲/ مصنف سے مل سکتی ہے ۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم اور آج کل کے مسیحی

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

امریکہ کا ایک مسیحی اخبار آجکل کے مسیحیوں کا اور خصوصاً گرجا میں جانے والے مسیحیوں کی حالت کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچتا ہے:۔

مسیحؑ کے زمین پر واپس آنے اور روزمرہ کی زندگی کے متعلق حضرت مسیحؑ کے خیالات کا نقشہ بسا اوقات ہمارے سامنے کھینچا جاتا ہے مگر لطف یہ ہے کہ اُسی وقت بھلا بھی دیا جاتا ہے اس سے ہم اُس تغیر کا کسی قدر اندازہ لگا سکتے ہیں جو آجکل کے مسیحیوں کے خیالات میں پیدا ہو گیا ہے۔ مسیح علیہ السلام کی تعلیم کے متعلق ابتدائی زمانہ میں جو مسیحیوں کے خیالات تھے اُن میں اور آجکل کے مسیحیوں کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ جس مسیحیت کا آجکل وعظ کیا جاتا ہے اور جس مسیحیت پر آجکل عملدرآمد ہے وہ ابتدائی زمانہ کی مسیحیت سے بالکل نرالی ہے ہم نے مسیح کے نقش قدم پر چلنا چھوڑ دیا ہے اور ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ایک گنہ گار کو دیکھ بھی سکیں۔ ہمیں ایک دوسرے میں فرق کرنا خوب آتا ہے اور جو خلیج ہمارے درمیان اور غریب گنہ گاروں کے درمیان واقع ہے وہ ایسی چوڑی اور ناقابل گذر ہے جیسا کہ اُس زمانہ میں تھی جب مسیحیوں کا اس مقولہ پر عملدرآمد تھا "مسیح کا اقرار کرو ورنہ ملعون ہو کر سزا کے مستحق ٹھہر جاؤ گے" امریکہ کے کسی شہر کے امرا کا گرجا لو۔ کیا وہ پسند کرینگے کہ شہر کے لنگڑے۔ اپاہج۔ اور مفلس لوگ اُنکے عالیشان گرجے میں جو پبلک عبادت کیلئے بنایا گیا ہے قدم رکھیں۔ کیا ان گرجوں کے دربان ایک غریب ادنیٰ درجہ کی عورت کو ساتھ لے کر گرجا میں کسی ایسی سیٹ پر جاکر بٹھانا پسند کرینگے جہاں سے وہ اُس پیغام کو سُن سکے جو مسیحؑ کل دنیا کے لیئے لایا۔ نہیں بلکہ غالباً گرجے کے دربان پولیس کو اطلاع دیں گے کہ ایسے منحوس مداخلت کنندگان کو احاطہ سے نکالدیں اور اُنکو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ ہم نے اپنی طرف سے درجے تجویز کر لیئے ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ ادنیٰ درجہ کے لوگ اُن گرجوں میں مسیح سے تسلی طلب کریں جو اُن کے لیئے اُنکے غلیظ محلوں میں تیار کرائے گئے ہیں اور اُن کو

اُن عالیشان گرجاؤں میں داخل نہیں ہونا چاہیئے جو اُمرا کے لیئے تجویز کیئے گئے ہیں۔

اس مسیحی اخبار کا ایڈیٹر امریکہ کی حالت پر افسوس کرتا ہے شاید اُسکو معلوم نہیں کہ جن غیر ملکوں میں مسیحی مذہب کے واعظ انجیل کی منادی کرانے کے لیئے تشریف لے جاتے ہیں وہاں بھی یہی تمیز موجود ہے۔ کالے لوگوں اور نیٹو صاحبان کے گرجے الگ ہیں اور یوروپین صاحبان کے گرجے الگ ہیں۔ اخبار مذکور اپنے ملک کے متعلق شہادت دیتا ہے کہ اگر کوئی بچاری غریب عورت بھولے سے کسی ایسے گرجے کی طرف چلی جاوے جو بڑے لوگوں کے لیئے بنایا گیا ہے تو اسکو دربان پکڑ کر نکال دینگے اور اگر وہ اسی جگہ مسیح سے تسلّی حاصل کرنے پر اصرار کرے تو پولیس کے ذریعہ اُس کو نکال دیں گے۔ مَیں کہتا ہوں اگر خود حضرت یسوع مسیح (علیہ السلام) بالفرض دوبارہ دنیا میں آجائیں یا اُن کا کوئی حواری آجائے اور اُن کا لباس اعلیٰ سوسائٹی کے فیشن کے مطابق نہ ہو اور اُن کا گذر یورپ یا امریکہ کے کسی گرجا کی طرف ہو تو شائد دربان اُن سے بھی وہی سلوک کریں۔ جو غریب بڑھیا سے کرینگے اور خواہ مسیح ہزار دفعہ یقین دلائے کہ مَیں تمھیں تسلّی دینے کے لیئے آیا ہوں اُس کی ایک نہیں سُنی جائے گی۔ اگر کوئی مسیحی کہے کہ وہ تو بڑے جلال کے ساتھ آئے گا تو یہ کہنا غلط ہے کیا اُس کی آمد اوّل کے متعلق جلالی آمد کی پیشگوئیاں نہ تھیں مگر جب وہ ظاہر ہوا تو یہودیوں کی ساری امیدیں انکو خاک میں ملاکر عجز و انکسار کی حالت میں ظاہر ہوا اور پھر اُس کی دوبارہ آمد کے متعلق تو لکھا ہے کہ وہ چور کی طرح آئے گا۔ یعنی ایسے بھیس میں آئیگا کہ ہر ایک شخص اُس کو نہیں پہچان سکے گا۔ مسیحیو! مساوات کا سبق اسلام سے سیکھو۔ اسلامی مساجد میں بادشاہ و گدا ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اپنے خدا کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور اسلامی خدا کے دربار میں فقیر و امیر کی کوئی تمیز نہیں! خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ۔ یعنی بڑائی مال اور مرتبہ میں نہیں ہے بلکہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک تم میں بڑا اور باعزت وہ ہے جو دوسروں سے تقویٰ میں بڑھا ہوا ہے۔